احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں خواتین کے سوالات اور نبوی جوابات پر مشتمل بہترین علمی مذاکرہ، بنام

خواتین کے سوالات
رحمۃ للعالمین ﷺ
کے جوابات



جمع و ترتیب:

حضرت علامہ مولانا
مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی
غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں خواتین کے سوالات اور نبوی جوابات پر مشتمل بہترین علمی مذاکرہ، بنام

خواتین کے سوالات
رحمۃ للعالمین ﷺ
کے جوابات



جمع وترتیب:

حضرت علامہ مولانا
مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی
غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں خواتین کے سوالات اور نبوی جوابات پر مشتمل بہترین علمی مذاکرہ، بنام

خواتین کے سوالات،

رحمۃ للعالمین ﷺ کے جوابات

جمع و ترتیب:

خالد تسنیم مدنی

فہرست

تعارف

کتاب کا نام: خواتین کے سوالات، رحمۃ للعالمین ﷺ کے جوابات

عنوان / موضوع: حدیث، اصلاح معاشرہ

جمع وترتیب: خالد تسنیم مدنی (غفر اللهُ الباري ذنبَه الخفي و الجلي)

صفحات: 130

اشاعت اول: جنوری 2026

پبلشر: مکتبہ صوت القلم

For feedback and suggestions please contact

+447429436326

کچھ مؤلف کے بارے

حضرت علامہ ابو حنظلہ خالد تسنیم مدنی پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر گجرات کے نواحی ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر اور قصبہ کی مرکزی جامع مسجد سے حاصل کی درس نظامی کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز لاہور کی عظیم درسگاہ، جامعۃ المدینہ کاہنہ نو سے کیا اور وہی سے فراغت حاصل کی۔ شوق و محنت اور اعلی ذہانت کی وجہ سے ان کا کلاس میں نمایاں علمی مقام تھا، بہت محنتی اور سلیقہ مند طالب علم تھے، سبق کو کلاس میں ہی اچھے سے سمجھ لیا کرتے اور کلاس کے بعد اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ تعلیمی حلقوں میں ان کی مدد کرتے اور اپنا سبق رات کو جب سب سو جاتے تب دہرائی اور اگلے دن کے سبق کی تیاری و عربی شروحات کا مطالعہ کرتے، علمی ابحاث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اسی وجہ سے دوران طالب علمی اساتذہ کی خاص شفقتیں ان پر رہیں جن کی بدولت جامعہ کے ہونہار طالب علم کے طور پر ابھرے۔

درسی نظامی سے فراغت پر نہ صرف امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار بندی

فرمائی بلکہ ایک قلم بھی تحفۃ عنایت فرما کر گویا امت مسلمہ کی اصلاح کا کام قلم کے ذریعے کرنا بھی آپ کے سپرد فرمایا۔
آپ ذہین و فطین اور درسی اسباق پر مضبوط گرفت ہونے کی وجہ سے اساتذہ نے دوران طالب علمی ہی تدریس کا حکم دے دیا تھا لہٰذا اور 2008ء سے لے کر تادم تحریر (2026) آپ مسلسل درسِ نظامی کی مروجہ درسی کتب تدریس فرمارہے ہیں (پہلے اپنے مادری وطن پاکستان میں اور تاحال یوکے میں)
دراصل موصوف دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم میں بھی یکسر نمایاں رہے اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر
پنجاب یونیورسٹی (Punjab University) سے بھی تعلیمی سلسلہ جاری رکھا ہوئے تھے اسی لیے آپ ابتداءً تعلیمی سرگرمیوں کے سلسلے میں ہی لندن والتھم کالج (London Waltham College)
تشریف لائے اور پھر ساتھ ہی اصلاح امت کے پیشِ نظر دین متین کی اشاعت وترویج کے لیے یوکے (UK) میں اپنی دینی
خدمات بصورت درس وتدریس، وعظ وتبلیغ سرانجام دیتے رہے اور تاحال یوکے (UK) ہی میں درسی کتب کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور اب تو نہ فقط پاکستان میں بلکہ یوکے (UK) بھر میں آپ کے برٹش اسٹوڈنٹس (British students) بھی عالم بن کر آگے علم کی شمع روشن کرتے ہوئے منصبِ تدریس پر فائز ہیں

آپ نے بیسیوں اساتذہ سے فیضِ اکتساب حاصل کیا ہے سب کے نام ذکر کرنا مشکل ہے البتہ آپ کے حدیث اور تخصص فی الفقہ کے چند اساتذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں

استاد العلماء، شیخ الحدیث علامہ غلام شبیر سعیدی (حفظہ اللہ القوی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، شارح ترمذی مفتی محمد ہاشم خان مدنی (سلمہ الغنی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، علامہ محمد عامر حمید مدنی (سلمہ الغنی)

جامع المعقول والمنقول، استاد العلماء، شیخ الحدیث، محمد خلیل مدنی (رحمہ اللہ)

استاد العلماء، رئیس دار الحدیث والافتاء، جامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان، ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (عفی عنہ)

رئیس دار الافتاء دار العلوم حشمت رضا، مفتی عطاء محمد مشاہدی (عفی عنہ)

رئیس دار الافتاء فیضان شریعت، ابو اطہر مفتی محمد اظہر مدنی (سلمہ الغنی)

ویسے تو آپ گاہے بگاہے لوگوں کی علمی پیاس بصورت سوال وجواب بجھاتے ہی رہتے ہیں انتہائی مصروفیت کے باوجود آپ اپنی تالیفی خدمات کی صورت میں مندرجہ ذیل کتب ترتیب دے چکے ہیں

۱-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصیام)(اردو، انگلش)

۲-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصدقات)

۳-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الزکاۃ)

۴-ماہ مواسات اور آپ کے سوالات کے جوابات (اردو، انگلش)

۵-سوشل میڈیا استعمال کرنے کے اسلامی آداب (اردو، انگلش)

۶-اسماء سور القرن و وجوھھا(قرآنی سورتوں کے نام رکھنے کی حکمتیں)

۷-الاسماء القرانیۃ لیوم القیامۃ(روز قیامت کے قرآنی نام)

۸-زبدۃ البیان في خلاصۃ سور القرآن(قرآنی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ)

۹-سردی کا موسم اور ہم

۱۰-ایک گناہ سترہ گواہ

۱۱-ہیومن رائٹس اور ہمارا اسلام (اردو، انگلش)

۱۲-مسائل صراط الجنان (حصہ 1)

۱۳-مسائل صراط الجنان (حصہ 2)

۱۴-مسائل صراط الجنان (حصہ 3)

۱۵-مسائل صراط الجنان (حصہ 4)

۱۶-مسائل صراط الجنان (حصہ 5)

۱۷-مسائل صراط الجنان (حصہ 6)

۱۸-عقائدِ اہلسنت

۱۹-گناہ دھونے والا صابن

۲۰-اوور سیز اور وقت

قربانی (اردو انگلش)

۲۱- الرقية الشرعية

۲۲-تسمیہ کے احکام شرعیہ

۲۳-بچوں کے تحائف کا شرعی حکم

۲۴ -يسألونك (وہ آپ سے پوچھتے ہیں)

۲۵-گھیراؤ جلاؤ پتھراؤ اور اسلامی تعلیمات

۲۶-محبت اللہ جن سے کرتا ہے

۲۷-قوت حافظہ بڑھانے والے وظائف

۲۸-نکاح کا پرپوزل (اردو، انگلش)

۲۹-زیارات مقامات مقدسہ (ترکی کا سفر)

۳۰-مرد میدان عرب

۳۱-ٹھنڈے سوالات، گرما گرم جوابات

۳۲-مراتب علم

۳۳-Babiesکے اسلامی نام

۳۴-قدم بقدم سوئے حرم

۳۵-حدیث نبوی کا پیغام دور حاضر کے نام

۳۶-Happyوائف Happyلائف

۳۷۔مزاجِ تسنیم

۳۸۔خواتین کے سوالات، رحمۃ للعالمین ﷺ کے جوابات

اور ہنوز مزید سلسلہ جاری ہے، اللہ پاک آپ کو درازی عمر بالخیر عطا فرمائے اور آپ کے وجود سے دین اسلام کی اشاعت کو مزید عروج بخشے (آمین)

سید کلیم مدنی

پیشِ لفظ

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل عورت بالعموم معاشرتی ظلم، جہالت اور محرومی کا شکار تھی، اسے نہ سوال کرنے کا حق حاصل تھا اور نہ ہی اپنی فطری و دینی ضروریات کے اظہار کی آزادی۔ رسولِ اکرم ﷺ کی آمد نے اس تاریک ماحول کو علم، رحمت اور عدل کے نور سے منور کر دیا۔

سیرتِ طیبہ ﷺ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ خواتین نہ صرف دینی معاملات میں سرگرم تھیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے سوالات پیش کرنا اپنا حق سمجھتی تھیں۔ یہ سوالات طہارت، عبادات، ازدواجی زندگی، وراثت، اخلاقیات اور سماجی امور تک محیط تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سوالات کو نہایت توجہ، شفقت اور علمی انداز میں سنا اور ایسے جوابات دیے جو قیامت تک آنے والی امت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن گئے۔

اس کتاب کا مقصد اسی علمی ورثے کو تحقیقی انداز میں یکجا کرنا ہے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اسلام عورت کو خاموش نہیں

بلکہ باشعور، صاحبِ سوال اور صاحبِ علم دیکھنا چاہتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''خواتین کے سوالات، رحمۃ للعالمین ﷺ کے جوابات'' میں بنیادی طور پر ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواتین کے سوالات اور رسول اللہ ﷺ کے جوابات صراحتاً یا دلالتاً مذکور ہیں۔ تحقیق کے دوران درج ذیل منہج اختیار کیا گیا ہے:

احادیث کا انتخاب مستند کتبِ حدیث سے کیا گیا۔

ہر حدیث کے ساتھ مکمل حوالہ مع حدیث نمبر درج کیا گیا۔

فقہی مسائل میں حنفی فقہ کے موقف کو بیان کیا گیا ہے۔

غیر مستند، ضعیف یا موضوع روایات سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا۔

مصادر میں بالخصوص کتبِ حدیث، شروحِ حدیث (فتح الباری، شرح مسلم للنووی مرآۃ المناجیح وغیرہ)، اور فقہی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ہر باب کے تحت کچھ نہ کچھ حالاتِ حاضرہ یا کم از کم اس باب سے متعلق کچھ مفید باتیں بھی بیان کی گئی ہیں تا کہ قارئین کی دلچسپی بڑھ جائے

جگہ جگہ حدیث کے تحت شرعی احکام کو بھی بیان کیا گیا ہے

موجودہ دور میں مسلمان خواتین مختلف فکری، سماجی اور دینی چیلنجز (Challenges) سے دوچار ہیں۔ ایک طرف مغربی تہذیب (western culture) کی فکری یلغار ہے تو دوسری طرف بعض مسلم معاشروں میں دینی فہم کی کمی۔ ایسے میں سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں خواتین کے حقیقی مقام کو اجاگر کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

یہ کتاب اس اعتبار سے ایک علمی دستاویز ہے جو جدید مسلمان عورت کو یہ پیغام دیتی ہے کہ دینِ اسلام سوال کرنے، سمجھنے اور علم حاصل کرنے سے نہیں روکتا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بشرطیکہ سوال علم اور اصلاح کی نیت سے ہو۔

قارئینِ کرام، بالخصوص محترم خواتین سے گزارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ محض معلومات کے لیے نہیں بلکہ فہمِ دین اور عمل کی نیت سے کریں۔ اگر یہ کتاب کسی ایک قاری کو بھی سیرتِ رسول ﷺ سے قریب کر دے تو یہی اس کا سب سے بڑا ثمر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے، اس میں موجود کسی بھی لغزش کو معاف فرمائے، اور اسے علمِ نافع کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خالد تسنیم مدنی

انتساب

یہ کتاب انتساب ہے:

اُن مسلمان خواتین کے نام

جو دین کو سمجھنا چاہتی ہیں،

سوال کرنا علم کا ذریعہ سمجھتی ہیں،

اور سیرتِ نبوی ﷺ کو

اپنی زندگی کا شعار بنانا چاہتی ہیں۔

خالد تسنیم

مقدمہ

تمام حمد وثنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے، جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ بالخصوص خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔
قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الأنبياء: 107)

رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت کا ایک روشن اور نمایاں پہلو خواتین کے ساتھ آپ ﷺ کا طرزِ خطاب، ان کے سوالات کو اہمیت دینا اور حکمت وشفقت کے ساتھ جوابات دینا ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین دینی مسائل میں براہِ راست سوال کرتی تھیں، حتیٰ کہ ایسے امور بھی دریافت کرتیں جن پر گفتگو کو معاشرتی طور پر معیوب سمجھا جاتا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ نے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔
یہ کتاب تحقیقی انداز میں ان احادیث وروایات کو جمع کرنے کی ایک کوشش ہے جن میں خواتین کے سوالات اور نبی کریم ﷺ کے

جوابات محفوظ ہیں، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اسلام نے عورت کو علم، شعور اور دینی فہم میں کس قدر بلند مقام عطا کیا ہے۔

خالد تسنیم مدنی
اسلامک ریسرچ اسکالر
Birmingham (UK)
+447429436326

اسلام میں سوال کی اہمیت

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسان کی عقل، فہم اور شعور کو فعال رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی میں سوال کو محض اجازت ہی نہیں بلکہ تحصیلِ علم کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ انسانی فکر کی ترقی، فہمِ دین کی صحت اور اجتماعی زندگی کی درستی سب کا آغاز "صحیح سوال" سے ہوتا ہے

حدیثِ نبوی میں متعدد مقامات پر انسانوں کے مختلف سوالات کا ذکر آتا ہے۔ ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا اسلوب قائم فرمایا جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سوال کرنا نہ صرف روا ہے بلکہ ہدایت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ جیسے قرآن میں کئی مقامات پر "یَسْأَلُونَكَ کے الفاظ آئے ہیں (بحمد اللہ اس موضوع پر ہماری بہت مقبول کتاب بنام "یَسْأَلُونَكَ" (وہ آپ سے پوچھتے ہیں) کا مطالعہ مفید رہے گا)۔ ان میں بعض سوالات طہارت، عبادات اور ثواب کے متعلق ہیں، کچھ معاملاتِ زندگی سے متعلق، اور کچھ معاشرتی و اخلاقی موضوعات پر ہیں جن کے جوابات نبوی تعلیم کی روشنی میں فراہم کیے گئے ہیں۔ گویا کہ یہ امت بالخصوص خواتین سکھایا گیا کہ سوالات کرنے میں جھجک نہیں ہونی چاہیے

البتہ اسلام ان بے فائدہ یا ضدی سوالات کی مذمت کرتا ہے جو محض بحث، عناد یا امتحان کے لیے کیے جائیں، لیکن وہ سوال جو فہمِ دین کے لیے ہوں، ان کی بھرپور ترغیب دیتا ہے، نبی کریم ﷺ کی پوری سیرت اس حقیقت کی شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے سوال کرنے والوں کا نہ صرف خیر مقدم فرمایا بلکہ ان کے مزاج، سطحِ فہم اور ضرورت کے مطابق تسلی بخش جواب دیا۔

خواتین کو سوال کرنے کی مکمل اجازت تھی۔ بسا اوقات وہ پوچھتی:

"یا رسول اللہ ﷺ! کون سا عمل افضل ہے؟ کس چیز سے طہارت ملے گی؟ شوہر کے حقوق کیا ہیں؟ وغیرہ

ہر سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے ایسی حکمت اور تربیت عطا کی جس سے علم کو آسانی بھی میسر آئی اور ایمان کو پختگی بھی۔

آیئے اب ہم انہی سوالات وجوابات کی طرف بڑھتے ہیں اور اس کے تحت کئی علمی ابحاث سے فائدہ اٹھاتے ہیں

کتاب العلم

اسلام نے علم کو انسانی شرف اور دینی فہم کی بنیاد قرار دیا ہے۔ قرآنِ کریم کی پہلی وحی ہی تعلیم و تعلم کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل عورت جہالت، محرومی اور علمی پسماندگی کا شکار تھی، مگر اسلام نے عورت کو نہ صرف علم حاصل کرنے کا حق دیا بلکہ اسے دینی فریضہ قرار دیا۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ خواتین دینی معاملات میں نہایت بیدار شعور رکھتی تھیں اور رسولِ اکرم ﷺ سے براہِ راست سوالات کیا کرتی تھیں۔

خواتین اور طلبِ علم

رسول اللہ ﷺ نے علم کی فرضیت کو عام الفاظ میں بیان فرمایا، جس میں کسی جنس کی تخصیص نہیں کی گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ: "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

(سنن ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضل العلماء، حديث: 224)

محدثین اور فقہاء کی تصریح کے مطابق یہاں لفظ "**مسلم**" عام ہے، جس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ امام نووی، حافظ ابن حجر اور دیگر شارحینِ حدیث رحمہم اللہ نے وضاحت کی ہے کہ علم سے مراد وہ دینی علم ہے جس کے بغیر فرائض کی ادائیگی ممکن نہیں، اور یہ ذمہ داری عورت سے بھی ساقط نہیں ہوتی۔ مُفَسِّرِ شہیر، مُحَدِّثِ کَبِیر حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

مسند امام ابو حنیفہ میں "**وَمُسْلِمَۃٍ**" ہے یعنی ہر مسلمان مرد عورت پر علم سیکھنا فرض ہے، علم سے بقدر ضرورت شرعی مسائل مراد ہیں۔ لہذا روزے نماز کے مسائلِ ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج کو جانے والے پر عین فرض ہیں۔ لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کے آفات شیطانی اثرات وغیرہ کا جاننا بھی ہر مسلمان کو ضروری ہے تاکہ ان سے بچ سکے

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد: 1 , حدیث نمبر: 218)

انصاری خواتین اور شوقِ علم

صَحابِیّات طَیِّبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو جب بھی کوئی دینی یا دُنیاوِی الجھن در پیش ہوتی فوراً بارگاہِ نبوی میں خود حاضر ہو کر یا کسی کے ذریعے اس کا حل

مَعْلُوم کر لیتیں اور دینی مَسَائِل سیکھنے میں کبھی حیا کو آڑے نہ آنے دیتیں، جیسا کہ اُمُّ الْمُومِنِین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا نے اَنصاری خواتین کی تعریف کرتے ہوئے اِرشَاد فرمایا: انصاری خواتین کتنی اچھّی ہیں کہ دینی مَسَائِل سیکھنے میں حیا نہیں کرتیں۔

[مسلم، کتاب الحیض، باب استحباب استعمال...الخ، ص۱۳۶، حدیث:۶۱(۳۳۲)]

علم حاصل کرنا فَرُض ھے

بسا اَوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صَحابِیّات طَیِّبات رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو اپنے ذاتی مَسَائِل کا حل پوچھنے کی ترغیب بھی دلایا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ کثیر انصاریہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: میں اور میری بہن سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدْمَت میں حاضِر ہوئیں تو میں نے حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عَرْض کی: میری بہن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہے مگر وہ پوچھنے میں حیا کرتی ہے۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشَاد فرمایا: اسے پوچھنا چاہیے کیونکہ عِلْم حاصِل کرنا فَرْض ہے۔

[اصابہ، کتاب النساء، فیمن عرف بالکنیۃ، حرف الکاف، ۱۲۲۲۰ام کثیر بنت یزید، ۸/ ۵۱۶]

خواتین کی ایجوکیشنل ڈیمانڈ (Educationaldemand)

صحیح بخاری کی ایک نہایت اہم روایت اس باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا، فَلَقِيَهُنَّ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ...

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! مرد ہم پر آپ کی مجلس میں غالب آجاتے ہیں، آپ ہمارے لیے بھی کوئی دن مخصوص فرمادیں۔" چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک دن مقرر فرمایا، اس دن ان سے ملاقات کی، انہیں نصیحت فرمائی اور احکام بیان کیے۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم، حديث: 101)

سیکھنے کی باتیں

اس حدیث سے درج ذیل باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں

۱)۔خواتین کا دینی تعلیم کے لیے ایجوکیشنل ڈیمانڈ (Educational demand) کرنا جائز ہے، نیز رسول اللہ ﷺ نے اس ڈیمانڈ (Demand) اور مطالبے کو فوراً قبول فرمایا

۲)۔خواتین کی مستقل دینی تعلیم کے لیے علیحدہ نشستیں (separate seats) ہونی چاہیے یعنی کو ایجوکیشن (Education) نہیں بلکہ خواتین کے لئے الگ انتظام ہونا چاہیے

۳)۔ اور سب سے اہم بات کہ اسلام عورت کو علمی میدان میں پس منظر میں نہیں رکھتا بلکہ اس کو بھی تعلیم و تعلم کا پورا پورا حق دیتا ہے

۴)۔ یہ حدیث اس بات پر صریح دلالت کرتی ہے کہ عورت کا سوال کرنا یا علم طلب کرنا نہ فقط ایک پسندیدہ عمل ہے بلکہ خواتین کو سوال کرنے، سیکھنے اور سکھانے کا پورا حق حاصل ہے

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں ہمیں محدثات، فقیہات اور معلمات کی ایک طویل فہرست ملتی ہے، جو اس باب کی عملی تفسیر ہے۔ جس کی چند ایک جھلکیاں آپ کی نظر کی جاتی ہیں

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کا علمی لیول (Level)

عہدِ رسالت ﷺ میں متعدد صحابیات علمِ دین میں نمایاں مقام رکھتی تھیں۔ خصوصاً ازواج مطہرات میں جو اعلیٰ و ارفع مقام اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر کو حاصل ہوا وہ قابلِ رشک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حسن صورت و سیرت کا حسین مرقع تھیں اور علمی اعتبار سے خداداد ذہانت و فطانت اور فہم و فراست کا پیکر تھیں۔ عینی شاہد (eyewitness) ہونے کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم ﷺ کی نجی زندگی اور خانگی اَحوال و معاملات کو بتمام و کمال اُمت تک پہنچایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی لیول (Level)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علمی کمال کے بارے میں حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

خُذُوا نِصْفَ دِيْنِكُمْ عَنْ هٰذِهِ الْحُمَيْرَاءِ

ترجمہ: تم اپنا آدھا دین اِس حمیراء (یعنی عائشہ) سے حاصل کرو۔

(المعجم الوسيط، 1: 197، وابن كثير في البداية والنهاية، 8: 92)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نالج (Knowledge)

امام زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر اِس اُمت کی تمام عورتوں کے جن میں اُمہات المومنین بھی شامل ہوں، علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ کا علم اُن سب کے علم سے زیادہ ہے۔

(أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 23: 184، الرقم: 299، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9: 243)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی عالمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قرآن حکیم کی حافظہ ہونے کے ساتھ حدیث، فقہ، تاریخ، ادب، علم طب جیسے علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ حضرت ہشام بن

عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں نے قرآن، فرائض، حلال و حرام، شاعری، عرب کی تاریخ، اور نسب کا عالم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

(تذكرة الحفاظ، 1: 28، حلية الأولياء، 2: 49)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک ٹیچر (Teacher)

ہم عصر صحابہ کرام رجوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی استعداد مسلّمہ تھی۔ جلیل القدر صحابہ کرام رجوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اختلافی مسائل کو آپ رضی اللہ عنہا کے سامنے پیش کرتے تو آپ رضی اللہ عنہا اپنی بصیرت اور وسعت علمی کی وجہ سے ان مسائل کو حل کر دیتیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں تھی، جس میں خواتین و مرد دونوں شامل تھے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب بھی ہم صحابہ کو کسی حدیث کے بارے میں مشکل پیش آتی، ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کے متعلق ضروری علم پاتے۔

(الترمذي، كتاب المناقب، باب فضل عائشة رضی الله عنها، 5: 705، الرقم: 3883)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مفتیہ

قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں، بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1: 28)

عہد نبوی میں لیڈی ڈاکٹر (Lady Doctor)

حضرت رفیدہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نہایت سلیم الطبع فطرت کی حامل اور جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا طِب اور جراحت میں مہارتِ تامہ رکھتی تھیں مطلب میڈیکل ڈیپارٹمنٹ (Medical department) میں اسپیشلسٹ (specialist) تھی اور زخمیوں کا علاج نہایت جانفشانی سے کیا کرتی تھیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ دورانِ جنگ زخمیوں کو آپ رضی اللہ عنہا کے پاس علاج کے لیے ریفر کیا کرتے تھے۔ ابن اسحاق سے روایت ہے:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب غزوۂ خندق میں زخمی ہوئے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن کے قبیلہ والوں کو حکم دیا کہ انہیں اُٹھا کر رفیدہ کے خیمے میں لے جاؤ تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کروں۔ حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں میڈیکل کیمپ (medical camp) لگا رکھا تھا جہاں وہ زخمیوں کا علاج کرتیں اور جو مسلمان ان کے زیرِ علاج ہوتے وہ ان کی اچھی

طرح دیکھ بھال کرتیں۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب بھی ادھر سے گزرتے ان کی خیر و عافیت دریافت فرماتے اور تحسین فرماتے۔

(الطبقات الکبری، 3: 427، أسد الغابة، 7: 111، الإصابه في تمييز الصحابه، 7: 646)

یوں حضرت رفیدہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل تھا کہ وہ عہدِ رسالت میں بطورِ جراح زخمی ہونے والے مجاہدینِ اسلام کی خدمت پر مامور رہیں۔

سیدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کا علمی لیول (Level)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتُنا اُمِّ سَلَمہ بنتِ ابُو اُمَیّہ رَضِیَ اللّٰہ تُعَالٰی عَنْہا کو بھی علمی میدان میں نمایاں مقام حاصل ہے، آپ کا نام ”ہند“ اور کنیت ”اُمِّ سَلَمہ“ ہے۔ آپ کا تَعَلُّق قبیلۂ قُریش سے ہے۔

(الاصابه، ج8، ص404، ملخصاً)

آپ رَضِیَ اللّٰہ تُعَالٰی عَنْہا اسلام کے ابتدائی زمانے میں دولتِ ایمان سے شرفیاب ہوئیں۔ اسلام کی خاطِر (صبرو رضا کے ساتھ) بہت سی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے پہلے حَبَشَہ پھر مدینۂ مُنَوَّرہ کی جانب ہجرت کرکے دو مرتبہ ہجرت کرنے والے خوش نصیبوں میں شامِل ہو گئیں۔

(سبل الهدی والرشاد، ج11، ص187، ملخصاً)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئیں تو انہوں نے اسے بہت بڑی سعادت مندی تصور کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مصاحبت کو غنیمت جانا۔ آپ اچھے قوتِ حافظہ کی مالکہ تھیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی ارشاد فرماتے انھیں اپنے ذہن میں محفوظ کرتی جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرکے اپنے علم میں اضافہ کرتیں۔

سیدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا فقہ میں ایکسپرٹ(Expert)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو علمِ فقہ میں خاصی مَہارت حاصل تھی، آپ کا شمار فقیہ صحابیات میں ہوتا تھا (سیر اعلام النبلاء، ج3، ص475)

نیز شرعی مُعاملات میں آپ کی طرف رُجوع کیا جاتا تھا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم سیکھے ہی نہیں بل کہ ان کو خوب پھیلایا بھی۔ حدیث میں ان کے شاگردوں میں صحابہ بھی تھے اور تابعین بھی (رضی اللہ عنہم)۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی بعض سیرت نگاروں نے ان کے شاگردوں میں شمار کیا ہے۔ حدیث شریف کی کتابوں میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو روایتیں ملتی ہیں ان کی تعداد ۳۷۸/ ہیں۔

آپ کا شمار محدثین کے تیسرے طبقے میں ہوتا ہے۔

محمود بن لبید فرماتے ہیں کہ: ”نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب ہی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ارشادات کو سن کر یاد کرتی تھیں لیکن ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی ہم پلہ اس میں کوئی اور بیوی نہ تھی۔"

سیدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ

مروان بن الحکم ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کسی اور سے کیوں پوچھیں جب کہ ہمارے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں موجود ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ اگر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو خاصی تعداد میں جمع ہو سکتے ہیں اور ان کے مجموعہ کا ایک رسالہ بن سکتا ہے۔

سیدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد(Students)

آپ سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیث کا علم حاصل کیا۔ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:

حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر

اسامہ بن زید

ھند بن الحارث الفراسیہ

صفیہ بنت شیبہ

عمرو زینب (اولادِ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا)، مصعب بن عبداللہ (حضرت ام سلمہ کے بھائی)

بنہان (غلام مکاتب)

عبداللہ بن رافع، شعبہ

ابو بکیر

خیرہ والدہ حسن بصری

سلیمان بن یسار

ابو عثمان الہندی

حمید

سعید بن مسیب

ابو وائل

صفیہ بنت محصن

شعبی

عبدالرحمن ابن حارث بن ہشام

عکرمہ

ابو بکر بن عبدالرحمن

عثمان بن عبداللہ ابن موہب

عروہ بن زبیر

کریب مولیٰ ابن عباس

قبیصہ بن زویب رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔

ڈیئر ریڈرز! اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اسلام نے عورت کو محض سیکھنے والا نہیں بلکہ علم منتقل کرنے والا کردار بھی عطا کیا۔

کتاب الطھارۃ

پاکی وطَہارت کی اہمیت

دینِ اِسلام میں پاکی وطَہارت کو جو اَہمیّت حاصل ہے اس کی مِثال دنیا کے کسی بھی مَذہب میں نہیں ملتی۔ تمام عِبادات کا دارو مَدار پاکی و طَہارت پر ہی ہے۔ صَحابِیّات طَیِّبات رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہُنَّ نے اس کے بارے میں کبھی مَسَائِل دَرْیافت کرنے میں حیا محسوس نہ کی۔ چُنانچِہ ذیل میں چند مثالیں پیشِ خِدمت ہیں

خواتین کا حیض سے طہارت کے متعلق سوال

اُمُّ الْمُومِنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضرت سَیِّدَتُنا اَسما بِنْتِ شَکَل رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا حُضُور پر نور، شافِعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدمَتِ اَقْدَس میں حاضِر ہو کر یوں عَرض گزار ہوئیں: یارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جب ہم میں سے کوئی عورت حَیض سے پاک ہو تو وہ غسل کیسے کرے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: وہ بیری کے پتوں والا پانی لے کر وضو کرے، پھر مَل مَل کر سر دھوئے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہائے، پھر ایک روئی کا ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصِل کرے۔ عَرض کی: رُوئی سے کیسے پاکی حاصِل کروں؟ فرمایا: بس اس سے پاکی حاصِل کرو۔ اُمّ

اُمُّ الْمُؤمِنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بات سمجھ گئی پھر میں نے اسے سمجھایا کہ اس پاکی حاصِل کرنے سے مُراد خون کے نشانات کو صاف کرنا ہے۔

[ابوداود، کتاب الطھارۃ، ص۶۵، حدیث:۳۱۴]

کپڑوں پر بلڈ (Blood) کے متعلق سوال

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! فرمایئے تو ہم میں سے جب کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ"

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے مل دے پھر پانی سے دھو دے پھر اس میں نماز پڑھ لے

(صحيح البخاري، رقم الحديث ۳۰۷ مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

مُفَسِّرِ شہِیر، مُحَدِّثِ کَبِیر حکیم الاُمَّت مُفتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حیض کا خون نجاست

غلیظہ ہے اس لئے اس کے دھونے میں مبالغہ کرنا چاہیئے اسی لئے سرکار نے دھونے سے قبل ملنے کا حکم دیا۔ دوسرے یہ کہ ناپاک کپڑا دھلتے ہی پاک ہوجاتا ہے اس لئے سوکھنا شرط نہیں۔ تیسرے یہ کہ نضح کے معنی چھڑکنا یا چھینٹا دینا نہیں بلکہ دھونا ہیں کیونکہ حیض کا خون پانی کے چھینٹے سے پاک نہیں ہوتا، خوب دھویا جاتا ہے، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شیر خوار لڑکے کا پیشاب چھینٹے سے پاک نہیں ہوتا اس کا دھونا ضروری ہے کیونکہ وہاں بھی لفظ نضح ہی آرہا ہے

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:1 , حدیث نمبر:493)

کپڑوں پر بلڈ (blood) کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا خولہ بِنتِ حکیم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہا فرماتی ہیں: میں نے جنابِ محبوبِ باری صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدمَت میں عَرض کی: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے پاس ایک ہی لِباس ہے جو حیض کے دوران خون آلود ہوجاتا ہے، اس صُورَت میں میرے لیے کیا حُکم ہے؟

اِرشَاد فرمایا: اِنقِطاعِ حیض (یعنی حیض کے خَتم ہونے) پر اسے دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ میں نے عَرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! دھونے کے باوُجُود خون کا اَثَر باقی رہ جاتا ہے۔ اِرشَاد فرمایا: کوئی حَرَج نہیں۔

(معجم کبیر، رقم الحدیث ۲۰۰۸۲)

خواتین کو بھی احتلام ہوتا ہے

خادِمِ رسول حضرت سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والِدہ ماجِدہ حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے بارگاہِ نبوی میں عَرض کی: یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، کیا جب عورت کو اِحتِلام ہو تو اس پر غُسل واجِب ہے؟ اِرشَاد فرمایا: (ہاں!) جب وہ پانی (مَنی) دیکھے۔ وہاں موجود اُمُّ الْمُومِنِین حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ سَلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے (حیا کے سَبَب) اپنا چہرہ چھپالیا اور عَرض کی: کیا عورت کو بھی اِحتِلام ہوتا ہے؟ اِرشَاد فرمایا: ہاں! اگر ایسا نہ ہو تو بچہ کس وجہ سے ماں کے مُشَابِہ ہوتا ہے۔(صحیح البخاري ، رقم الحدیث 130 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

کانٹینیوسلی بلیڈنگ (bleeding) کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ بِنْتِ ابو حُبَیش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے بارگاہِ رِسَالت میں عَرض کی: مجھے اَیّامِ حَیض سے زیادہ اس قَدر خون آتا ہے کہ کبھی پاک نہیں رہتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ اِرشَاد فرمایا: نہیں، یہ تو ایک رَگ کا خون ہے، حَیض نہیں۔ جب حَیض کے دن آیا کریں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ گزر جائیں تو خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو

[مسلم، کتاب الحیض، ، ص۱۳۶، حدیث:۳۳۳]

مُفَسِّرِ شہِیر، مُحَدِّثِ کَبِیر حکیم الاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یعنی اِستحاضہ کی بیماری لگنے سے پہلے تمہیں جن تاریخوں میں حیض آتا تھا وہ ہی تاریخیں اب بھی حیض کی مانو، ان میں نَماز وغیرہ چھوڑ دو اور ان تاریخوں کے بعد خون استحاضہ کا شمار کرو اور نَماز وغیرہ شروع کر دو اور جس عورت کو بالِغہ ہوتے ہی اِستحاضہ شروع ہو جائے، حیض کی تاریخیں مُقَرَّر نہ ہونے پائیں وہ ہر مہینہ کے اوّل دس دن حیض شُمار کرے اور بیس دن اِستحاضہ کے کہ اسی میں اِحتیاط ہے۔ یہاں خون دھو ڈالنے سے مُراد اگر حیض کا خون ہے تب تو دھو ڈالنے سے مُراد غسل کرنا ہے کیونکہ حیض جانے پر غسل فَرض ہے اور اگر اِستحاضہ کا خون مُراد ہے تو مطلَب یہ ہے کہ اپنے بدَن و کپڑے سے اِستحاضہ کا خون دھو کر پھر وُضُو کر کے نَماز پڑھ لیا کرو۔ اس میں غسل واجِب نہیں۔

(مِرْاٰۃالمناجیح، مستحاضہ کا باب، پہلی فصل، ۱/ ۳۵۴)]

یہی مسئلہ مسلم شریف میں اُمُّ الْمُومِنین حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ حبیبہ بِنْتِ جحش رضی اللہ عنھا سے اور اُسدُ الْغَابہ میں حضرت سَیِّدَتُنا بادیہ بِنْتِ غَیلان رضی اللہ عنھا سے بھی مَروِی ہے۔

(مسلم، کتاب الحیض، ، ص۱۳۶، حدیث: ۳۳۴)

کانٹینیوسلی بلیڈنگ (bleeding) کا شرعی حکم

یاد رہے! استحاضہ کے احکام حیض ونفاس کے احکام کی طرح نہیں، بلکہ استحاضہ کو حدثِ اصغر شمار کیا جاتا ہے یعنی اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر استحاضہ والی عورت معذورِ شرعی کے حکم میں ہے تو تب بھی عذر ختم ہونے پر رخصت ختم ہو جائے گی اور اب نماز پڑھنے کے لئے وضو ضروری ہو گا، لیکن

استحاضہ چونکہ غسل کولازم نہیں کرتا اس لئے غسل کرنا ضروری نہیں ۔البتہ کوئی غسل ٹھنڈیا بو یا پسینہ دور کرنے کے لئے غسل کرنا چاہے، تو کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس موقع پر فقہاء نے غسل کرنا مستحب لکھا ہے۔

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”واما الاستحاضة فحدث اصغر كالرعاف“

یعنی بہر حال استحاضہ، تو وہ نکسیر کی طرح حدثِ اصغر ہے۔

(منهل الواردين من مجموعة رسائل ابن عابدين، صفحه 185، مطبوعه: بيروت)

مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”دمِ استحاضہ پیشاب کے مقام سے نکلتا ہے اور یہ غیر معتاد ہے اور ناقضِ وضو ہے“

(نزھۃ القاری، جلد1، صفحہ 691، فرید بک اسٹال، لاہور)

غسل جنابت میں بال دھونے کے متعلق سوال

صحیح مسلم میں ہے

”عن أم سلمة، قالت: قلت يا رسول الله إني امرأة أشد ضفر رأسي فأنقضه لغسل الجنابة؟ قال: «لا. إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات ثم تفيضين عليك الماء فتطهرين“

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوط گوندھتی ہوں تو کیا غُسلِ جنابت کے لیے اسے کھول ڈالوں؟ فرمایا: نہیں تمہیں اتنی بات ہی کفایت کرے گی کہ تم اپنے سر پر تین لَپ پانی ڈال لو، پھر اپنے اوپر پانی بہالو، پاک ہوجاوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، حدیث 330، ج 1، ص 259، دار إحیاء التراث العربي، بیروت)

مذکورہ حدیث پاک ذکر کرکے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "یعنی جب کہ بالوں کی جڑیں تر ہوجائیں اور اگر اتنی سَخُت گندھی ہو کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا فرض ہے۔" (بہار شریعت، ج 1، حصہ 2، ص 313، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہی ہے "سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا اور گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے

اور عورت پر صرف جڑ تر کرلینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سَخُت گُندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔" (بہار شریعت، ج 1، حصہ 2، ص 317، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کتاب الصلاۃ

خواتین کا نماز کے متعلق سوالات

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ فَرْوَہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تاجدارِ رِسَالَت، شہنشاہِ نبوّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کیا گیا کہ کونسا عَمَل اَفضل ہے؟ اِرشَاد فرمایا: اَوَّل وَقْت میں نَماز ادا کرنا۔

(اسد الغابہ، الکنی من النساء، حرف الفاء، ۳۶۵/ ۷، ۷۵۶۴)

نمازوں کے ابتدائی وانتہائی اوقات

یاد رہے! نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔

نمازِ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا نہ ہوجائے۔

نمازِ عصر کا وقت جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا ہوجائے اس وقت سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور غروبِ آفتاب تک رہتا ہے۔ نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے مغرب کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور شفقِ ابیض (غروب کے بعد آسمان پر

پہلے سرخی اور اس کے بعد جو روشنی سی آتی ہے، اس روشنی اور سفیدی) تک رہتا ہے۔

نمازِ عشاء کا وقت جب مغرب کا وقت ختم ہو جائے تو اس وقت سے عشاء کی نماز کا وقت شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے، اور نمازِ وتر کا بھی یہی وقت ہے۔

نماز اور استغفار

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے بارگاہِ رِسالت میں عَرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول! میری ایسے عَمَل پر رہنمائی فرمایئے جس پر اللہ تعالٰی مجھے اَجَر و ثواب عَطا فرمائے؟ اِرشاد فرمایا: اے اُمِّ رافع! جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو ہو تو دس دس مرتبہ تَسْبِیْح (سُبْحٰنَ اللہ)، تَھْلِیْل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ)، تَحْمِیْد (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ) اور تَکْبِیْر (اَللّٰہُ اَکْبَر) کہو اور دس مرتبہ اِسْتِغْفَار کرو (یعنی اَسْتَغْفِرُ اللہ کہو)، جب تم تَسْبِیْح، تَھْلِیْل، تَحْمِیْد اور تَکْبِیْر کہو گی اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے اور جب اِسْتِغْفار کرو گی اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: میں نے تمہیں بخش دیا۔

(عمل الیوم واللیلۃ، ص۸۴، حدیث:۱۰۷)

کتاب الصوم

خواتین کا روزہ کے متعلق سوال

ایک صحابیہ نے عرض کی: یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے اپنی ماں کو ایک باندی صَدَقَہ میں دی تھی اب وہ فوت ہو گئی ہیں (اور وہ باندی بطورِ میراث مجھے مِل رہی ہے آیا اسے لوں یا نہ لوں یا کسی اور کو خیرات دیدوں؟ اِرشَاد فرمایا: تمہارا ثواب تمہیں مل چکا اور وراثت نے وہ باندی تمہیں واپس لوٹا دی ہے۔ عَرض کی: میری ماں پر ایک مہینہ کے روزے تھے کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا: ہاں ان کی طرف سے روزے رکھو! عَرض کی: انہوں نے کبھی حج بھی نہیں کیا تھا کیا میں ان کی جانِب سے حج ادا کروں؟ فرمایا: ہاں ان کی طرف سے حج ادا کر دو۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 157)

کیا فوت شدگان کی طرف سے روزہ رکھے جا سکتے ہیں؟

یاد رہے! روزہ خالص بدنی عبادت ہے جس میں نیابت (قائم مقامی) ناجائز ہے، لہٰذا۔ مرنے والے کے اگر فرض روزے رہتے ہوں تو اب ان کی طرف سے زندہ بندہ قضا نہیں کر سکتا البتہ ہر روزہ کا فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ یعنی ہر روزہ کے بدلے میں ایک

صدقہ فطر کی رقم شرعی فقیر کو صدقہ کی جائے۔ جتنے روزے قضا کیے ہوں اتنے ہی صدقہ فطر دیں۔

السنن الکبری میں ہے:

”عن ابن عباس لا يصلی احد عن احد، ولا يصوم احد عن احد ولكن يطعم عنه مكان كل يوم مدا من حنطة“

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی کسی دوسرے کی طرف سے نماز نا پڑھے اور نا روزہ رکھے بلکہ اسکی جگہ ہر دن کے بدلے میں ایک مد گندم صدقہ کرے۔

(السنن الکبری، کتاب الصیام، صوم الحی عن المیت وذکر اختلاف۔۔۔، جلد3، صفحہ257، مؤسسہ الرسالہ، بیروت)

مُفَسِّرِ شہیر، مُحَدِّثِ کَبِیر حکیم الاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کی تائید آیات قرآنیہ کر رہی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَّيْسَ لِلْاِنْسٰنِ اِلَّا مَا سَعٰى" اور فرماتا ہے: "لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ"۔ جن سے معلوم ہوا کہ سعی اور کسب یعنی بدنی عبادات خود بندے ہی کو کرنا ہوں گی دوسرے سے نہیں کرا سکتا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں یا بعد موت کوئی شخص کسی کی طرف سے محض بدنی عبادتیں روزہ نماز وغیرہ نہیں ادا کر سکتا۔ نسائی شریف میں حضرت ابن عباس سے بعینہ یہ فتویٰ نقل فرمایا، عبد الرزاق نے حضرت ابن عمر سے یہ

قول نقل کیا، امام مالک نے فرمایا کہ میں نے کسی صحابی یا تابعی کے متعلق یہ نہ سنا کہ کسی نے کسی کی طرف سے نماز یا روزہ ادا کر دینے کی اجازت دی ہو، یہ گفتگو نماز و روزے میں نیابت کے متعلق ہے۔ رہا ان عبادات کا ثواب بخشنا وہ باتفاقِ اہلِ سنت بالکل جائز ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:3 , حدیث نمبر:2033)

اور البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المتوفی 970 ہجری المعروف ابن نجیم مصری علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں

”الولی لا یصوم عنه و لا یصلی لحدیث النسائی لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد“

ترجمہ: ولی میت کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ حدیث نسائی میں ہے کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نا نماز پڑھے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، جلد2، صفحہ499، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

فتاوی رضویہ میں ہے:

”ولی میت کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ حدیث نسائی میں ہے کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نا نماز پڑھے۔“ (فتاوی رضویہ، باب الفدیہ، مکروہات صوم، جلد10، صفحہ553،554، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتاب الحج والعمرة

خواتین کا عمرہ و حج کے متعلق سوالات

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ طلیق رضی اللہ عنھا نے عَرض کی: کون سی عِبادت حج کے برابر ہے؟ اِرشاد فرمایا: ماہِ رَمَضانُ المُبارک میں عمرہ کرنا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاري، ج 7 ص 415، مطبوعه، دار احیاء التراث العربي، بیروت)

ماں کی طرف سے حج

قبیلہ جُھَینَہ کی ایک عورت نے بارگاہِ رِسالَت میں حاضِر ہو کر یہ سوال کیا: میری ماں نے یہ نَذر مانی تھی کہ وہ حج کریں گی مگر حج کیے بغیر فوت ہو گئی ہیں، تو کیا اب میں اِن کی طرف سے حج ادا کروں؟ اِرشاد فرمایا: ہاں! تم اس کی طرف سے حج ادا کرو، بتاؤ! اگر تمہاری ماں پر کچھ قَرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتیں؟ عَرض کی: جی ہاں۔ تو اِرشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قَرض ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قَرض ادا کیا جائے۔ (صحیح البخاري، رقم الحدیث 1852 مطبوعه دار طوق النجاة)

مرحوم والدہ کی طرف سے حج کرنے کا طریقہ

مرحوم والدہ کی طرف سے نفلی حج کرنے کی صورت میں آپ احرام باندھتے وقت والدہ کی طرف سے نفلی حج ادا کرنے کی نیت کریں، افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی نویت الحج عن فلان اور لبیک عن فلان (فلاں کی جگہ والدہ کا نام) کہہ لیں، اس کے بعد اب طواف، سعی، قربانی وغیرہ میں کسی خاص نیت کی حاجت نہیں۔

لباب المناسک اور اس کی شرح میں ہے:

”(وإن کان احرامه عن الغیر)أی نیابة أو تطوعا (فلینو عنه)وهذا متعین (ثم ان شاء قال:لبیک عن فلان)وهو الافضل“

ترجمہ: اور اگر کسی دوسرے شخص کی طرف سے احرام باندھا ہو، چاہے اس کا نائب بن کر یا اپنی خوشی سے، دونوں صورتوں میں اس دوسرے شخص کی طرف سے احرام کی نیت کرے (یعنی دل میں اس شخص کی طرف سے احرام کی نیت کرے)، اور اتنی بات (یعنی دل میں اس شخص کی طرف سے احرام کی نیت کرنا) ضروری ہے، پھر چاہے تو یوں کہہ لے "لبیک عن فلان"، اور یہ افضل ہے۔ (لباب المناسک مع شرحه، فصل فی صفة الاحرام، صفحه 142، مطبوعه مکة المکرمة)

والد کی طرف سے حج

حجۃُ الْوَدَاع کے مَوْقَع پر قبیلہ خَثْعَم کی ایک عورت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدْمَت میں حاضِر ہو کر یوں عَرْض گزار ہوئی: یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے بندوں پر حج فَرْض فرمایا ہے مگر میرے والِد اس قدْر بوڑھے ہیں کہ سواری پر بھی بیٹھ نہیں سکتے، کیا میں ان کی جانِب سے حج کروں تو ادا ہو جائے گا؟ حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشَاد فرمایا: ہاں (ہو جائے گا)۔

والد کی طرف سے حج بدل کروانے کا شرعی حکم

والد کے فرض حج کے بدلے میں ان کی طرف سے کسی وارث کا حجِ بدل کرنا یا ورثا کا کسی اور شخص کو حجِ بدل کے لیے بھیجنا، جائز اور عظیم اجر و ثواب کا کام ہے، لہٰذا ورثا کو یہ نیکی ضرور کرنی چاہیے، اگرچہ والد نے حجِ بدل کی وصیت نہیں کی اور فوت ہو جائیں تب بھی اللہ پاک کی رحمت سے امید ہے کہ وہ حج ان کے فرض حج کا بدل ہو جائے اور ان کی طرف سے فرض حج ادا ہو جائے۔

بہتر یہ ہے کہ حجِ بدل کرنے والا شخص متقی و پرہیزگار ہو، حج کے مسائل جانتا ہو اور اپنی طرف سے حج ادا کر چکا ہو، تاکہ ارکانِ حج مکمل اور درست طریقے سے ادا کر سکے، لیکن ایسے شخص کو بھیجنا بھی جائز ہے، جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اور اس پر حج بھی فرض نہ ہو۔ البتہ جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس نے ابھی تک ادا نہ کیا ہو، تو جان بوجھ کر اسے حجِ بدل کے لیے بھیجنا مکروہِ تحریمی اور گناہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں حجِ بدل کی شرائط سے متعلق ہے:

”منھا: الامر بالحج ، فلا یجوز حج الغیر عنه بغیر امره ، الا الوارث یحج عن مورثه بغیر امره ، فانه یجزیه“

ترجمہ: حجِ بدل کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ (جس کی طرف سے کیا جائے، اُس نے) حج کا حکم دیا ہو، لہٰذا اس کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے کسی دوسرے کا حج کرنا، درست نہیں ہوگا، سوائے اِس کے کہ وارث اپنے مورِث (مرحوم) کی طرف سے اس کے حکم کے بغیر کرلے، تو ادا ہو جائے گا۔

(الفتاوی العالمگیریة، ج1، ص283، مطبوعه کراچی)

اسی میں دوسری جگہ ہے:

”مَن علیه الحج اذا مات قبل ادائه ، فان مات عن غیر وصیة یأثم بلا خلاف ، وان احب الوارث ان یحج عنه حج وارجو ان یجزئه ذلک ان شاء الله تعالیٰ ، کذا ذکر اَبو حَنیفةَ رَحِمَهُ اللهُ تعالی“

ترجمہ: جس پر حج فرض ہو اور ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے، اگر (حج کی) وصیت کیے بغیر مرا، تو وہ بالاتفاق گنہگار ہے۔ اگر وارث اُس کی طرف سے حجِ بدل کرانا چاہے، تو کرا سکتا ہے اور امید ہے کہ ان شاء اللہ الکریم اس کی طرف سے ادا ہو جائے، اِسی طرح امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ (الفتاوی العالمگیریة، ج1، ص 285، مطبوعه کراچی)

حجِ بدل کے لیے کس شخص کو بھیجنا بہتر ہے، اس بارے میں الاختیار لتعلیل المختار میں ہے:

”والاولی ان یختار رجلا حرا عاقلا بالغا قد حج، عالما بطریق الحج وافعاله، لیقع حجه علی اکمل الوجوه“

ترجمہ: اور بہتر یہ ہے کہ حج کے لیے ایسے شخص کا انتخاب کرے، جو آزاد، عاقل، بالغ ہو، پہلے حج کرچکا ہو اور حج کے راستے اور اُس کے افعال (کاموں) کو جانتا ہو، تاکہ اس کا حج کامل طریقے سے ادا ہو جائے۔ (الاختیار لتعلیل المختار، ج1، ص220، مطبوعہ کراچی)

امامِ اہلسنت، سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر حضرت کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا پر۔۔۔ اُس سال سے پہلے (حج) فرض ہو چکا تھا، تو البتہ حجِ فرض ان پر باقی رہا۔ حضرت ان کی طرف سے ادا فرمائیں یا ادا کرا دیں، تو اجرِ عظیم ہے۔۔۔ حجِ بدل یعنی نیابۃً دوسرے کی طرف سے حجِ فرض ادا کرنا کہ اُس پر سے اِسقاطِ فرض کرے، اِن شرائط سے مشروط ہے:۔۔۔ یہ حج بَامر مجوج عنہ ہو۔ بلا اجازت دوسرے کی طرف سے حج کافی نہ ہو گا، مگر جبکہ وارث اپنے مورث (مرحوم) کی طرف سے حج کرے یا کرائے، لقیامہ مقامہ خِلافۃ۔ ملخصا“ (فتاوی رضویه، ج10، ص659،660، مطبوعه رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

بچوں کا حج

سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب حجۃ الْوَداع کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو مَقامِ روحا میں ایک قافِلہ سے مُلاقات ہوئی، وہاں کسی عورت نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدْمَت میں ایک چھوٹا سا بچہ پیش کرتے ہوئے عَرْض کی: کیا اس کا بھی حج ہو سکتا ہے؟ (یعنی اگر میں اس کا اِحْرَام بندھوا دوں اور اسے گود میں لے کر سارے ارکانِ حج ادا کروں تو کیا میرے حج کے ساتھ اس کا حج بھی ہو جائے گا؟) فرمایا: ہاں! اور تجھے بھی اس کا ثواب ملے گا (یعنی بچہ کو بھی حج کا ثواب ملے گا حج کرنے کا اور تجھے بھی اس کے حج کا ثواب ملے گا حج کرانے کا)۔

مُفَسِّرِ شہیر، مُحَدِّثِ کَبِیر حکیم الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فقہا فرماتے ہیں کہ اگرچہ نابالغ بچہ کا حج ثواب کے لحَاظ سے تو ہو جائے گا مگر اس سے حجۃ الاسلام ادا نہ ہو گا، بالغ ہونے پر پھر حج کرنا پڑے گا لیکن اگر فقیر یا غلام حج کرے تو ان کا حجۃ الاسلام ادا ہو جائے گا کہ امیری یا آزادی کے بعد انہیں دوبارہ حج کرنا ضَروری نہیں کہ ہر شخص مکہ معظمہ پہنچ کر وہاں کا ہی مانا جاتا ہے، مکہ کا فقیر یا غلام حج اسلام کر سکتا ہے مگر (مکہ) معظمہ کے چھوٹے بچوں کے حج سے حجۃ الاسلام ادا نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کی نیکیوں کا ثواب ماں باپ کو بھی ملتا ہے لہٰذا انہیں نَماز روزہ کا پابند بناؤ۔ (مِرْاٰۃ المناجیح، حج کا بیان، پہلی فصل، ۴/۸۸)

کتاب النکاح

خواتین کا نکاح کرنے کے متعلق سوال

ایک خَثْعَمِیَّہ خاتون نے بارگاہِ رِسالت میں عَرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں غیر شادی شدہ عورت ہوں، مجھے بتائیں کہ شوہر کا عورت پر کیا حَق ہے تاکہ اگر میں اُس کے ادا کی طاقت دیکھوں تو نکاح کروں ورنہ یوں ہی بیٹھی رہوں۔ اِرشاد فرمایا: بیشک شوہر کا زَوجہ پر حق یہ ہے کہ عورت کجاوہ پر بیٹھی ہو اور مرد اُسی سواری پر اس سے نزدیکی چاہے تو انکار نہ کرے اور مرد کا عورت پر یہ بھی حَق ہے کہ اس کی اِجازَت کے بغیر نَفْلی روزہ نہ رکھے، اگر رکھے گی تو بے کار بُھوکی پیاسی رہی، روزہ قبول نہ ہوگا اور گھر سے اس کی اِجازَت کے بغیر بھی کہیں نہ جائے، اگر جائے گی تو آسمان اور رَحمت و عذاب کے فرشتے سب اُس پر لعنت کریں گے جب تک کہ پَلَٹ کر نہ آئے۔ یہ سُن کر عَرض کرنے لگیں: پھر تو میں کبھی نکاح نہ کروں گی۔ (مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المراۃ، ۴۰۳/ ۴، حدیث:۷۶۳۸)

خواتین کا حقوق زوج کے متعلق سوال

ایک اور صحابیہ نے بارگاہِ رِسالت میں اپنے چچا کے بیٹے کے مُتَعَلِّق عَرض کی کہ اس نے مجھے پیامِ نکاح دیا ہے۔ لِہٰذا مجھے بتائیے کہ شوہر کا عورت پر کیا حَق ہے؟ اگر اس کی ادائیگی میرے بَس میں ہو تو

میں اُس سے نکاح کرلوں۔ اِرشَاد فرمایا: مرد کا ایک ادنیٰ حق یہ ہے کہ اگر اُس کے دونوں نتھنے خون یا پیپ سے بہتے ہوں اور عورت اُسے اپنی زَبان سے چاٹے تو بھی شوہر کے حَق سے بری نہ ہوئی، اگر آدمی کا آدمی کو سجدہ رَوا ہوتا تو میں عورت کو حُکم دیتا کہ مَرد جب باہَر سے اس کے سامنے آئے، اسے سجدہ کرے کہ خدا (عَزَّوَجَلَّ) نے مرد کو فضیلت ہی ایسی دی ہے۔ یہ اِرشَاد سُن کروہ بولیں: قسم اس کی جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حَق کے ساتھ بھیجا! میں رہتی دنیا تک نِکاح کا نام نہ لوں گی۔

[مستدرك، كتاب النكاح، ۲۸۱۱حق الزوج على زوجته، ۲/ ۵۴۷، حديث: ۲۸۲۲]

نکاح میں عورت کی رضامندی

ایک صحابی اپنی صاحبزادی کو لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضِر ہوئے اور عَرض کی: میری یہ بیٹی نِکاح کرنے سے اِنکار کررہی ہے۔ حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے اِرشَاد فرمایا: اَطِيْعِي اَبَاكِ۔ یعنی اپنے باپ کا حُکم مان۔ تو اُس لڑکی نے عَرض کی: قسم اُس کی جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا! میں (اس وَقت تک) نکاح نہ کروں گی جب تک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھے یہ نہ بتائیں کہ خاوَند کا عورت پر کیا حق ہے۔ اِرشَاد فرمایا: شوہر کا حَق عورت پر یہ ہے اگر اس کے کوئی پھوڑا ہو عورت اسے چاٹ کر صاف کرے یا اس کے نتھنوں سے پیپ یا خون نکلے عورت اسے نگل لے تو بھی مرد کا حق ادا نہ ہوا۔ اس پر اس نے قسم کھائی کہ میں

کبھی شادی نہ کروں گی تو حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: عورتوں کا نکاح نہ کرو جب تک ان کی مرضی نہ ہو۔

(مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المراۃ، ۴۰۳/ ۴، حدیث: ۷۶۳۹)

لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا کیسا؟

اولاد جب بالغ ہوجائے تو والدین پر جو سب سے پہلی اور اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی مناسب جگہ اس کی شادی کردیں بالخصوص لڑکی سے متعلق تو اسلامی تعلیمات ہی یہی ہیں کہ اس کا کوئی ہم کفو لڑکا مل جائے، تو اس کا نکاح کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جانِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے ارشاد فرمایا:

"يا علي! ثلاث لا تؤخرها: الصلاة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفؤا"

ترجمہ: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تین چیزوں میں دیر نہ کرو:

(1) نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے،

(2) جنازہ میں جب آجائے، اور

(3) عورت (کے نکاح میں) جب تمہیں اس کا کوئی کفو (ہمسر) مل جائے۔

(سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 213، مطبوعہ، بیروت)

مطلقاً بلا وجہِ شرعی شادی سے ہی منع کرنا مناسب نہیں ہے کہ حضور جانِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جن چیزوں کو سنت کا درجہ عطا فرمایا ہے ان میں سے ایک نکاح بھی ہے۔ اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: نکاح میری سنت ہے۔ اور ارشاد فرمایا: جس نے نکاح کیا، تو بیشک اس نے اپنا آدھا ایمان بچالیا، اب باقی آدھے میں اللہ سے ڈرے۔ لہٰذا اولاد کو چاہیئے والدین کی اطاعت کرتے ہوئے اس اہم ذمہداری کی تکمیل میں ان کا ساتھ دے، ان کی بات کورد نہ کرے بلکہ ان کی رضامندی کو مدنظر رکھتے ہوئے جس مناسب جگہ وہ رشتہ کرنا چاہتے ہیں (اور عموماً والدین مناسب اور اچھی جگہ ہی اولاد کا رشتہ کروانے کے خواہاں ہوتے ہیں) اسے خوشی کے ساتھ قبول کرلے۔

بہر حال لڑکی بالغ ہو تو اس کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا والدین کو بھی چاہیئے کہ زبردستی کرنے کی بجائے لڑکی کی بھی بات سن کر اسے اعتماد میں لے کر اس کی شادی کا فیصلہ کریں۔

اس موضوع پر مزید معلومات کے لئے راقم کی دو کتابیں "نکاح کا پرپوزل" اور "ہیپی وائف ہیپی لائف" کا مطالعہ مفید رہے گا

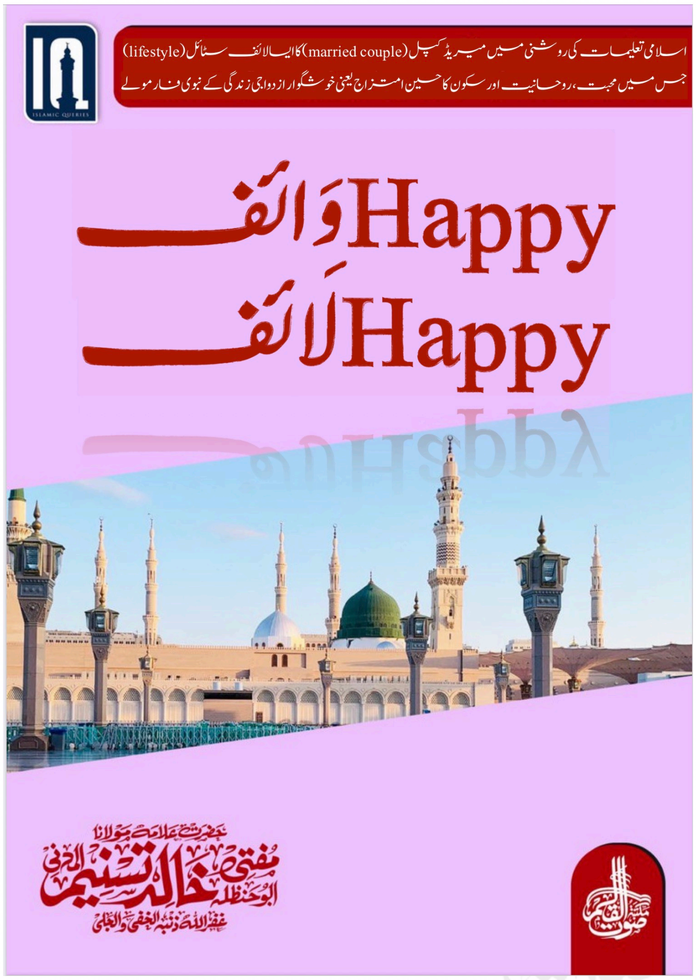
کتاب الزوجین

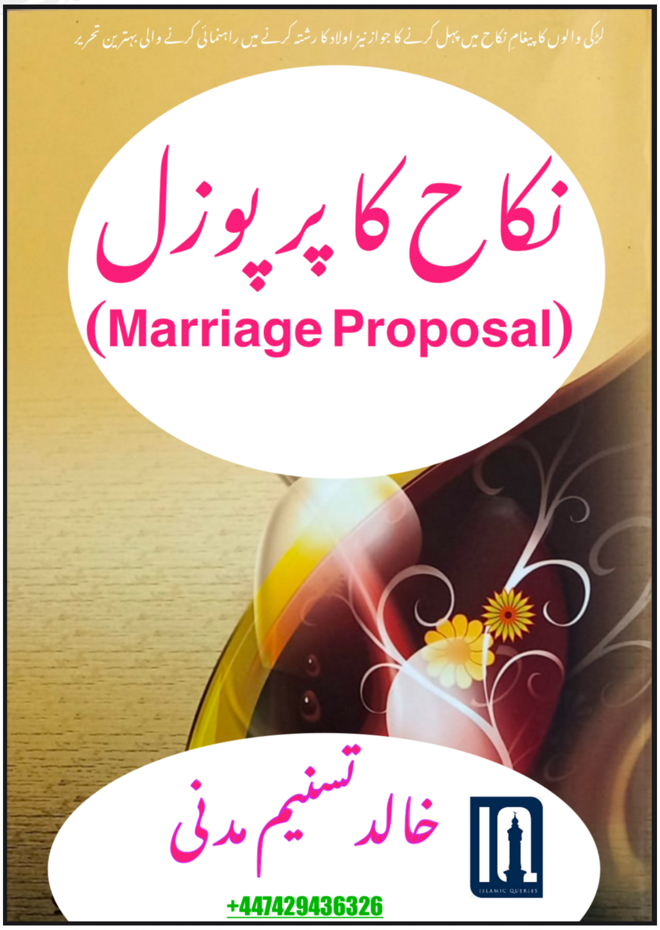
خواتین کا خانگی معاملات کے متعلق سوال

ایک مرتبہ حضرت سَیِّدَتُنا حولاء عطارہ رَضِی اللہ تَعَالٰی عَنْہا نے بارگاہِ مصطفٰے میں اپنے شوہر کی شِکایت کرتے ہوئے عرض کی: میں رضائے الٰہی کی خاطر ہر روز اپنے شوہر کے لیے دلہن کی طرح خوشبو لگاتی اور بناؤ سنگار کرتی ہوں، اس کے باوُجود وہ مجھ میں رَغبَت نہیں رکھتے، بلکہ ان کے پاس جاتی ہوں تو وہ اپنا چہرہ پھیر لیتے ہیں، اب تو مجھے یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ وہ مجھے پسند ہی نہیں کرتے۔ اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں سمجھاتے ہوئے اِرشاد فرمایا: جا کر اپنے شوہر کی اِطاعت کرتی رہو۔ عَرض کی: اس میں میرے لیے کیا اجر ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے بتایا کہ میاں بیوی جب ایک دوسرے کے حُقُوق ادا کرتے ہیں تو بہُت زیادہ اَجر کے مستحق ٹھہرتے ہیں، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حمل کی تکالیف اور وِلادَت سے دودھ چھڑانے تک کے تمام مُعَامَلات میں ملنے والے اَجر کا بھی ذِکر فرمایا۔ [اسد الغابہ، کتاب النساء، حرف الحاء، ٦٨٦٧، الحولاء العطارۃ، ٧/٧٧]

خواتین کا جیب خرچی کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا ھند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت سَیِّدُنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے مُتعَلِّق بارگاہِ رِسالَت میں عَرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ابو سفیان کم خَرچ کرنے والے آدمی ہیں اتنا خَرچ


اسلامی تعلیمات کی روشنی میں میریڈ کپل (married couple) کا ایسا لائف سٹائل (lifestyle)
جس میں محبت، روحانیت اور سکون کا حسین امتزاج یعنی خوشگوار ازدواجی زندگی کے نبوی فارمولے
Happy وائف
Happy لائف


لڑکی والوں کا پیغامِ نکاح میں پہل کرنے کا جواز نیز اولاد کا رشتہ کرنے میں راہنمائی کرنے والی بہترین تحریر
نکاح کا پرپوزل
(Marriage Proposal)
خالد تسنیم مدنی
+447429436326

نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو، تو کیا میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے سکتی ہوں؟ اِرشاد فرمایا: تم اتنا لے سکتی ہو جو دَستُور کے مُطابِق تمہیں اور تمہارے بچوں کو کافی ہو۔

[بخاری، کتاب النفقات، ...الخ، ص۱۳۷۵، حدیث:۵۳۶۴]

اس حدیث کے تحت مرآۃ المناجیح میں مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "تم کو اجازت ہے کہ بقدر ضرورت ابو سفیان سے بغیر پوچھے ان کا مال لے سکتی ہو۔۔۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) بیوی ضرورت پر اپنے خاوند کا مال فروخت کر سکتی ہے۔" (مرآۃ المناجیح، ج05، ص174، حسن پبلشرز، لاہور، ملتقطاً)

شوہر کی پاکٹ (Pocket) سے رقم نکالنے کا شرعی حکم

اگر شوہر پورا خرچ نہیں دیتا یا اتنے پیسے دیتا ہے، جو بقدر کفایت نہیں (یعنی جن سے شوہر کے ذمہ لازم بیوی کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں) تو ایسی صورت میں بیوی بغیر اجازتِ شوہر بقدر ضرورت پیسے لے سکتی ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ بیوی کی نیت غلط نہ ہو، ضرورت سے زیادہ پیسہ نہ نکالے، فضول خرچی نہ کرے۔ لہٰذا اگر واقعی ضرورت کے لیے بیوی ایسا کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ بیوی کا حق ہے۔

خواتین کا شوہر کے مال سے لینے کے متعلق سوال

جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عورتوں سے بَیْعَت لی تو ایک عورت نے کھڑے ہو کر عَرض کی: یا نَبِیَّ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ہم تو اپنے باپ، دادا، اولاد اور خاوندوں پر بوجھ ہیں (یعنی یہ لوگ ہمیں ہمارے حق پورے نہیں دیتے ہم پر خَرچ کرتے گھبراتے ہیں۔ ہمیں ان کے مالوں سے کس قَدر حَلال ہے؟ اِرشَاد فرمایا: تر کھانا جسے تم کھالو اور ہدیہ دے سکو (یعنی پکے ہوئے کھانے، تر میوے جو زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتے انہیں خود بھی کھاؤ اور ہدیہ بھی دو، ہر وَقْت علیحدہ اِجازَت لینے کی ضَرورت نہیں کیونکہ ان چیزوں کے ہدیہ کی عرفاً اِجازَت ہوتی ہے۔

[ابو داود، کتاب الزکاۃ، باب المراۃ تتصدق...الخ، ص۲۷۵، حدیث:۱۶۸۶]

خواتین کا شوہر کو دھوکہ دینے کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ مُنْذِر سلمٰی بِنْتِ قیس رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں: ہم عورتوں نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ بَیْعَت کی کہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور اپنے شوہروں کو دھوکا نہیں دیں گی۔ لیکن بَیْعَت کے بعد جب ہم واپَس آنے لگیں تو میں نے ایک عورت کو کہا: تم واپَس جاؤ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دَرْیَافْت کرو کہ شوہر کو دھوکا دینے سے کیا مُراد ہے؟ چُنَانچِہ اس نے بارگاہِ رسالت میں جب یہ عَرض کی تو اِرشَاد ہوا: شوہر کا مال کسی کو تحفہ دینا دھوکا ہے۔

(اصابہ، کتاب النساء، حرف السین، ۱۱۳۲۴)

شوہر کے مال سے گفٹ (Gift) دینے کا شرعی حکم

کم قیمت کی چیز ہو یا زیادہ قیمت کی، شوہر کے مال میں سے اپنی ماں یا کسی اور کو، بغیر شوہر کی اجازت کے تحفہ دینا جائز نہیں، اس میں اجازت لینا ضروری ہے۔ہاں اجازت صراحۃ بھی ہو سکتی ہے اور دلالۃ بھی مثلا شوہر کی غیر موجودگی میں مہمان آگیا تو ہمارے عرف کے مطابق اس کی معمولی خاطر تواضع کرنے کی اجازت ہوتی ہے لہذا صراحۃ یا دلالۃ جتنی اجازت ہو شوہر کے مال میں سے اتنا خرچ کیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی چیز کسی کو دینی ہو تو شوہر کی اجازت لینا ضروری ہے

شوہر کے مال سے میکے والوں کو دینے کا شرعی حکم

شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے بیوی کا اپنے میکے والوں کو یا کسی دوسرے کو کچھ دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر شوہر اجازت دے دے چاہے صراحتاً ہو یا دلالۃ مثلا چیز ایسی یا اتنی قلیل مقدار ہے کہ عام طور پر ایسی چیز خیرات کرنے یا میکے والوں کو دینے کا رواج ہوتا ہے اور شوہر اس پر برا نہیں مانتا وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی صورت میں بیوی کا شوہر کے مال میں اتنا تصرف کرنا جتنی اسے اجازت ہے شرعاً جائز ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اذا تصدقت المرأۃ من بیت زوجها کان لها به اجر وللزوج مثل ذالک وللخازن مثل ذالک ولا ینقص کل واحد من اجر صاحبه شیئا للزوج بما اکتسب ولها بما انفقت“

ترجمہ: جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے کچھ صدقہ کرتی ہے، تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے اور اسی طرح شوہر کو بھی ثواب ملتا ہے اور اسی طرح خازن (ملازم) کو بھی ثواب ملتا ہے اور ان میں سے کسی کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوگی، شوہر کے لئے کمانے اور عورت کے لئے خرچ کرنے کا ثواب ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج41، ص214، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اعلم انه لابد فی العامل وهو الخازن وفی الزوجة والمملوک من اذن المالک فی ذلک فان لم یکن له اذن اصلا فلا یجوز لاحد من هؤلاء الثلاثة بل علیهم وزر تصرفهم فی مال غیرهم بغیر اذنه والاذن ضربان احدهما الاذن الصریح فی النفقة والصدقة والثانی الاذن المفهوم من اطراد العرف کاعطاء السائل کسرۃ ونحوها مما جرت به العادۃ“

ترجمہ: جان لو! عامل (ملازم) اور وہی خازن ہے اور بیوی اور غلام کے لئے مالک کی طرف سے ان تصرفات کی اجازت ہونا ضروری ہے، اگر کسی انداز سے بھی اجازت ثابت نہ ہو، تو ان

تینوں میں سے کسی کا بھی ایسا تصرف کرنا، جائز نہیں ہے، بلکہ غیر کے مال میں بغیر اجازت تصرف کرنے کا گناہ اُن پر ہوگا اور اجازت کی دو قسمیں ہیں: (۱) خرچ کرنے اور صدقہ کرنے کی صراحۃ (واضح الفاظ میں) اجازت ہو اور (۲) عرف کی وجہ سے جو اجازت مفہوم ہوتی ہے (یعنی دلالۃ اجازت) جیسے کسی سائل (بھیک مانگنے والے کو) کوئی پرانی ٹوٹی ہوئی چیز یا اس طرح کی کوئی چیز دینا، جس پر عرف جاری ہو۔

(عمدۃ القاری، ج8، ص305، دار احیاء التراث، بیروت)

کتاب البیوع

خواتین کا بارگیننگ (Bargaining) کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا قَیلَہ اُمِّ بنی اَنمار رضی اللہ عنہا نے عمرہ کے مَوقَع پر مَقامِ مروہ کے قریب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدمَت میں عَرض کی: یَارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں ایک خرید وفروخت کرنے والی عورت ہوں جب میں کوئی چیز خریدنے لگتی ہوں تو جتنی قیمت دینے کا اِرادہ ہوتا ہے اس سے کم بتاتی ہوں اور آہستہ آہستہ بڑھاتی جاتی ہوں یہاں تک کہ جتنے میں خریدنے کا اِرادہ ہوتا ہے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں اور جب کوئی چیز بیچنے لگتی ہوں تو جتنی قیمت کا اِرادہ ہوتا ہے اس سے زِیادہ بتاتی ہوں، پھر کم کرتے کرتے مطلوبہ قیمت پر آجاتی ہوں۔ (تو ایسا کرنا کیسا ہے؟) اِرشَاد فرمایا: اے قَیلَہ! ایسا نہ کیا کر! بلکہ جب کچھ خریدنا چاہو تو مطلوبہ قیمت بتادو، اب اس کی مرضی ہے چاہے وہ دے یا نہ دے، اسی طرح جب کوئی شے بیچو تو بھی مطلوبہ قیمت بتادو اب خریدار کی مرضی ہے چاہے خریدے یا نہ خریدے۔ (سنن ابن ماجه، رقم

الحديث ۲۲۰۴، مطبوعة دار الرسالة العالمية)

ریٹ (Rate) کم کروانے کا شرعی حکم

یاد رہے! کوئی بھی چیز خریدتے وقت قیمت کم کروانا سنّت ہے۔

(مرآۃ المناجیح ، جلد : 4 ، صفحہ : 304بتغیر قلیل)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچنے اور خریدنے میں آسانی کرے۔

(مسند ابی یعلیٰ ، جلد : 5 ، صفحہ : 195 ، حدیث : 6824ملتقطاً۔)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بھاؤ (یعنی Rate میں کمی) کے لئے حجّت (یعنی بحث و تکرار) کرنا بہتر ہے بلکہ سنّت ہے (فتاویٰ رضویہ ، جلد : 17 ، صفحہ : 128۔)

ایک بار حضرت سُوَیْد بن قَیس رضی اللہ عنہ کپڑا لے کر مکہ مکرمہ آئے تو پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہ علیہ وَ آلہٖ وَسَلَّم نے ان سے کچھ کپڑے خریدے۔ حضرت سُوَیْد بن قَیس فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہ علیہ وَ آلہٖ وَسَلَّم نے ہم سے قیمت طَے کی، کچھ کم کروایا، آخر وہ کپڑا خرید لیا۔

(ابو داود ، کتاب : البیوع ، باب : الرجحان فی الوزن ، صفحہ : 536 ، حدیث : 3336)

فقیر یا بوڑھے مہنگی چیز خریدیے

امام غزالی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کمزور (مثلاً بوڑھے) یا فقیر (یعنی غریب و محتاج) سے کوئی چیز خریدے تو اس پر

آسانی کرتے ہوئے اس سے مہنگی چیز خریدے، یہ نیکی کا کام ہے۔

(اِحیَاءُ العُلوم مترجم ، جلد : 2 ، صفحہ : 313بتغیر قلیل۔)

ریٹ (Rate) کم کروانے کے لئے قسم کے حکم

بعض خریدار ریٹ کم کروانے کے لئے اور دُکاندار ریٹ کم نہ کرنے کے لئے جھوٹ بولتے بلکہ بعض تو جھوٹی قسم بھی کھالیتے ہیں، یہ گُناہ و حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے

کتاب العقیقۃ

خواتین کا عقیقہ کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ عُجُرُد خزاعیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا نے عَرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو کام ہم زمانۂ جاہِلیَّت میں کرتے تھے کیا زمانۂ اسلام میں بھی کر سکتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِستِفسار فرمایا: کون سے کام؟ عَرض کی: جیسے عقیقہ۔ اِرشَاد فرمایا: عقیقہ کرو، مگر لڑکے کی طرف سے سال بھر کی دو ۲ بکریاں اور لڑکی کی طرف ایک بکری۔

[اسد الغابہ، الکنی من النساء، حرف العین، ۷۵۳۸]

اسی طرح حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ سِباع رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا نے جب اولاد کی طرف سے عقیقہ کرنے کے مُتعَلِّق رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عَرض کی تو اِرشَاد فرمایا: ہاں لڑکے کی طرف سے دو ۲ بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ [طبقات کبری، ج۸ ص۲۳۳]

لڑکے کی طرف سے دو جبکہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ کُرز خُزاعیہ رضی اللہ عنہا نے بھی بارگاہِ رِسَالَت میں عقیقہ کے مُتعَلِّق سوال کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہی اِرشَاد فرمایا: لڑکے کی طرف سے سال بھر کی دو ۲ بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔ [اسد الغابہ، حرف الکاف، ۷۵۷۸]

عقیقہ کرنے کا شرعی حکم

عقیقہ کا مقصد بچے کی پیدائش کا شکریہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ عقیقہ کرنا واجب نہیں اگر کوئی نہ کرے تو گنہگار نہیں ہوگا، بلکہ بچہ ہو یا بچی اس کا عقیقہ کرنا مسنون و مستحب ہے، اس میں افضل یہ ہے کہ اس کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے، اور اسی دن اس کا عقیقہ کیا جائے۔ اور اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو زندگی میں جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی، البتہ ساتویں دن کا لحاظ رکھا جائے تو بہتر ہے، اس کے یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا، اُس دن سے ایک دن قبل ساتواں دن بنے گا۔ مثلاً بچہ جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے اور ہفتے کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جمعہ ہوگا، پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو "عقیقہ" کریگا اس میں ساتویں کا حساب ضرور آئے گا۔ ہاں البتہ فوت ہو جانے کے بعد "عقیقہ" نہیں ہو سکتا کہ عقیقہ شکرانہ ہے اور شکرانہ زندہ کیلئے ہی ہو سکتا ہے۔

"عقیقہ" کرتے وقت بچے کا عقیقے کی جگہ حاضر ہونا کوئی ضروری نہیں، بلکہ اگر بچہ دُنیا کے کسی بھی کونے میں ہو، اس کی طرف سے عقیقہ ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ والدین کو اولاد کے حقوق گنواتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ساتویں اور نہ ہوسکے تو چودہویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ (مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد، ص 16)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تحریر فرماتے ہیں: ساتویں دن اوس (اُس) کا نام رکھا جائے اور اوس (اُس) کا سر مونڈا جائے اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے۔ اور بالوں کو وزن کرکے اوتنی (اُتنی) چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔ (بہارِ شریعت، ج 3، ص 355)

مزید فرماتے ہیں: عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودہویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اوس دن کو یاد رکھیں اوس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے وہ ساتواں ہوگا مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتویں دن ہے اور سنیچر کو پیدا ہوا تو ساتویں دن جمعہ ہوگا پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو عقیقہ کریگا اوس (اُس) میں ساتویں کا حساب ضرور آئے گا۔ (بہارِ شریعت، ج 3، ص 356)

مردہ کی جانب سے عقیقہ کا شرعی حکم

مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ مردہ کی جانب سے "عقیقہ" جائز ہے، یا نہیں؟ تو آپ نے جواباً تحریر فرمایا ہے: مردہ کا "عقیقہ" نہیں ہو سکتا کہ عقیقہ دمِ شکر ہے اور یہ شکرانہ زندہ ہی کیلئے ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج2، ص336)

کتاب الصدقۃ

خواتین اور صدقہ کے متعلق سوالات

حضرت سَیِّدَتُنا میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بارگاہِ بے کس پناہ میں عَرض گزار ہوئیں: یارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ہمیں صَدَقہ کے مُتَعَلِّق کچھ بتائیے؟ اِرشَاد فرمایا: جو رضائے الٰہی کی خاطِر صَدَقہ کرے یہ اس کے لیے جہنّم سے رُکاوَٹ ہے۔ عَرض کی: کتے کی قیمت کے بارے میں وَضاحَت فرمائیے! فرمایا: یہ جاھِلیَّت کی کمائی ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔ عَرض کی: عذابِ قَبر پر کچھ بیان کیجئے! فرمایا: عذابِ قَبر پیشاب کی چھینٹوں سے بھی ہوتا ہے، جسے یہ پڑ جائیں وہ پانی سے دھولے۔

(معرفۃ الصحابہ رقم الحدیث ۷۸۴۲)

کتے (Dog) کی قیمت کا شرعی حکم

حدیث میں کتے کی قیمت کا ذکر ہے تو یاد رہے جب کتوں سے نفع لینے کی ممانعت تھی اور ان کو قتل کرنے کا حکم تھا، اُس وقت ان کا ثمن (قیمت) لینا بھی حرام تھا، پھر دیگر احادیث میں کتوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا اور ان سے کھیتی کی حفاظت اور دیگر کاموں میں نفع حاصل کرنا مباح قرار دیا گیا، تو اس نئے

حکم سے کتوں کے ثمن وصول کرنے والی ممانعت منسوخ ہو گئی، چونکہ مختلف اعتبار سے کتوں سے نفع حاصل کرنا، ممکن ہے، لہٰذا جہاں کتے سے کوئی بھی جائز نفع ممکن ہو، مثلا: چوکیداری یا شکار کے لیے کام آنا تو وہاں کتے کی خرید و فروخت جائز ہو گی۔

مسلم شریف ہی کی روایت ہے: ''عن ابن المغفل قال امر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بقتل الكلاب ثم قال مابالهم وبال الكلاب ثم رخص فی كلب الصيد وكلب الغنم''

یعنی حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا کتے لوگوں کو کیا تکلیف دیتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتوں کو پالنے کی اجازت دے دی۔ (صحیح المسلم، جلد2، صفحہ 20، مطبوعہ کراچی)

مسند امام اعظم میں ہے: ''رخص رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی ثمن كلب الصيد'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی رخصت دی۔ (شرح مسند ابی حنیفۃ، صفحہ 402401، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شرح مختصر الطحاوی للجصاص میں ہے: ''عن جابر قال نهى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن ثمن الكلب، والهر الا الكلب المعلم فاباح ثمن الكلب المعلم فدل على جواز بيع الكلاب التى ينتفع بهامن وجهين: احدهما انه اذا جاز بيع الكلب المعلم جاز بيع غيره من الكلاب لان احدالم يفرق

بینھما والثانی ان ذکرہ الکلب المعلم لاجل ما فیہ من النفع فکل ما امکن الانتفاع بہ منھا فھو مثلہ“ یعنی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کتے، بلی کے ثمن کی ممانعت فرمائی، مگر سکھائے ہوئے کتے کا استثناء فرمایا اور اس کے ثمن کو مباح فرمایا، تو اس بات نے قابل انتفاع کتوں کی بیع کے جائز ہونے پر دو وجہوں سے دلالت کی۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ جب سکھائے گئے کتے کی بیع جائز ہے، تو اس کے علاوہ کتوں کی بیع بھی جائز ہے، کیونکہ کسی نے ان دونوں میں فرق نہیں کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سکھائے گئے کتوں کا ذکر اس لیے ہے کہ ان سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، تو کتوں سے نفع حاصل کرنے والی تمام صورتیں اس کی ہی مثل جائز ہوں گی۔

(شرح مختصر الطحاوی للجصاص، جلد3، صفحہ107، دار البشائر الاسلامیہ)

کتے بیچنا جائز ہے، جیسا کہ ہدایہ میں ہے: ”یجوز بیع الکلب“ یعنی: کتا بیچنا جائز ہے۔ (ہدایہ مع الفتح، کتاب البیوع، مسائل منثورۃ، جلد6، صفحہ245، مطبوعہ کوئٹہ)

کچھ بھی صدقہ کردو

ایک مرتبہ حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ بُجَیْد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا بارگاہِ رِسَالَت میں یوں عَرض گزار ہوئیں: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کوئی غریب میرے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے مگر پاس کچھ ہوتا نہیں جو اسے دوں (تو ایسی

کشمکش میں کیا کروں)؟ اِرشَاد فرمایا: اگر تمہارے پاس سوائے جلے ہوئے کھر کے اور کچھ نہ ہو تو وہی اسے دے دو۔

[ترمذی، کتاب الزکاۃ، ص۱۸۹، حدیث:۶۶۵]

خواتین کا شوہر کی رقم سے صدقہ

حضرت سَیِّدَتُنا اسماء بنت صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا نے اپنے شوہر حضرت سَیِّدُنا زُبیر رضی اللہ عنہ کی آمدنی سے صَدَقہ کرنے کے مُتَعلِّق عَرض کی: یا نَبِیَّ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے پاس سوائے زبیر کی آمدنی کے کچھ نہیں ہوتا، اگر میں اس سے کچھ صَدَقہ کروں تو کوئی حَرَج تو نہیں؟ اِرشَاد فرمایا: جس قدر ہوسکے اتنا صَدَقہ دو اور مال کو اپنے پاس روک کر نہ رکھو، ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی تجھ سے اپنا رِزق روک لے گا۔

(صحیح مسلم ، رقم الحدیث ۸۹)

خواتین کا نمائندہ (Representative) کے ذریعے سوال

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن مَسْعُود رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سَیِّدَتُنا زینب ثقفیہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ والا تبار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشَاد فرمایا: اے عورتو! صَدَقہ کیا کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی سے کرو۔ تو میں اپنے شوہر کے پاس گئی اور کہا: آپ ایک تنگدست شخص ہیں اور رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں صَدَقہ کرنے کا حُکم دیا ہے، جایئے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھئے کہ اگر میں آپ پر صَدَقہ

کروں تو کیا میری طرف سے ادا ہو جائے گا اگر نہیں تو کسی اور پر خرچ کر دوں۔ تو سَیِّدُنا عبد اللہ بن مَسْعُود رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے فرمایا: تم خود ہی چلی جاؤ۔ لہٰذا میں بارگاہِ نبوی میں حاضِر ہوئی تو دیکھا کہ انصار کی ایک عورت بھی یہی سوال کرنے کے لئے درِ دولت پر حاضِر ہے۔ ہم حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مَرعُوب رہتی تھیں، چُنانچِہ جب حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ہماری طرف آئے تو ہم نے ان سے کہا: خدمتِ اقدس میں جا کر عَرض کیجئے کہ دو ۲ عورتیں دروازے پر اس سوال کے لئے کھڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر اور زیرِ کفالت یتیموں پر صَدَقہ کریں تو کیا انکی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ اور اے بلال! یہ نہ بتایئے گا ہم کون ہیں۔ چُنانچِہ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رِسالت میں حاضِر ہو کر یہ سوال کیا تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِستِفسار فرمایا: وہ عورتیں کون ہیں؟ عَرض کی: اَنصار کی ایک عورت اور زینب ہے۔ فرمایا: کون سی زینب؟ عرض کی: عبد اللہ بن مَسْعُود کی زوجہ۔ اِرشَاد فرمایا: ان دونوں کے لئے دُگنا اجر ہے، ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صَدَقے کا۔

(صحیح مسلم ، رقم الحدیث ۱۰۰۰ مطبوعہ ، بیروت)

کتاب الدعاء

خواتین کا دعا کے متعلق سوال

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بکثرت یہ دُعا فرمایا کرتے تھے: یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ۔
یعنی اے دِلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔
حضرت سَیِّدَتُنا اسماء بنت یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے اس کے مُتَعَلِّق کچھ یوں عرض کی: یا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا دِل اُلٹ پلٹ ہو جاتا ہے؟
آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشَاد فرمایا: ہاں! ہر انسان کا دِل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُنگلیوں میں سے دو ۲ انگلیوں کے درمیان ہے، اگر چاہے سیدھا رکھے اگر چاہے ٹیڑھا کر دے۔ چُنانچِہ ہم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو ہِدایت کے بعد ٹیڑھا نہ کرے اور ہمیں اپنی رَحمت عَطا فرمائے، وُہی سب سے زیادہ عَطا کرنے والا ہے۔ عَرض کی: یا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! مجھے کوئی ایسی دُعا سکھایئے جو میں اپنے لئے مانگا کروں؟
اِرشَاد فرمایا: یہ دُعا مانگا کرو:
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ، وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ، وَاَجِرْنِی مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ یعنی اے اللہ! میرے گناہ مُعاف فرما، میرے دِل کی سختی دُور فرما اور مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے بچا لے۔ [معجم کبیر، مسانید النساء، عبد الحمید بن بھرام ...الخ، ۱۰/ ۸۹، حدیث: ۱۹۲۳۷]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اس مفہوم کی حدیث پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں: یہ عبارت متشبہات میں سے ہے کیونکہ رب تعالیٰ انگلیوں، ہاتھوں وغیرہ اَعْضَا سے پاک ہے، مقْصَد یہ ہے کہ تمام کے دل اللہ کے قبضہ میں ہیں کہ نہایت آسانی سے پھیر دیتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے تمہارا کام میری انگلیوں میں ہے، یا میں سوالات کا جواب چٹکیوں سے دے سکتا ہوں۔

(مِرْاٰۃ المناجیح، باب القدر، پہلی فصل، ۱/ ۹۹)

کتاب البرّ

خواتین کا حسن سلوک کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس زمانہ میں قریش نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مُعاہَدہ کیا تھا میری مشرکہ ماں میرے پاس آئی، میں نے عَرض کی: یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے دور ہے، کیا میں اس سے صِلہ رحمی کروں؟ اِرشَاد فرمایا: ہاں اس کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آؤ۔

(مسلم، کتاب الزکاۃ، ...الخ، ص۳۶۱، حدیث:۵۰(۱۰۰۳)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: کافر و مشرک ماں باپ کی بھی خِدمَت اولاد پر لازِم ہے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ مُشرک باپ کو بت خانہ لے نہ جائے مگر جب وہاں پہنچ چکا ہو تو وہاں سے گھر لے آئے کہ لے جانے میں بت پرستی پر مدد ہے اور لے آنے میں خدمت ہے، دوسرے عزیز و قرابت دار بھی اگر مشرک و کافر ہو مگر محتاج ہوں تو ان کی مالی خدمت کرے۔

(مِرْاٰۃ المناجیح، بھلائی وسلوک کا بیان، پہلی فصل، ۶/ ۵۱۷)

کتاب الفتن

خواتین کا پرفتن زمانے کے متعلق سوال

ایک مرتبہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زمانۂ قریب میں ہونے والے فتنے کا ذِکر کیا تو حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ مالِک بَہزیہ رضی اللہ عنھا نے عَرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اس وَقت لوگوں میں بہترین انسان کون ہوگا؟ اِرشَاد فرمایا: جو اپنے جانوروں کے حُقُوق ادا کرے اور اپنے رب کی عِبَادَت کرے اور جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو ڈرائے اور دشمن اسے ڈرائیں۔

(جامع الترمذی ،رقم الحدیث ۲۱۷۷ ، مصر)

جانوروں کے حقوق

ضرورت کے پیشِ نظر اگرچہ جانور پالنا منع نہیں، مگر ان کے چارے پانی کا خیال رکھنا، سردی و گرمی میں ان کی دیکھ بھال کرنا بہت اہم معاملہ ہے، اکثر لوگ اس بات کا خیال نہیں رکھتے بس اپنا شوق پورا کرتے ہیں اور ان بے زبان جانوروں کو بِلا وجہ تکلیف پہنچاتے رہتے ہیں۔ اسی معاشرے میں ایسے بھی رحم دل لوگ موجود ہیں، جو ان بے زبان جانوروں پر رحم کرتے ہیں، بھوکے پیاسے چرند و پرند کو دانہ پانی دیتے ہیں۔ اس طرح جانوروں کے

ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا بہت بڑی نیکی ہے، جو ہماری بخشش و مغفرت کا سبب بن سکتی ہے۔ آیئے! اس بارے میں روایت سنئے، چنانچہ

کتّے (Dog) کو پانی پلانے والا

منقول ہے کہ راستہ چلتے ہوئے ایک شخص پر پیاس کا غلبہ ہوا تو اس کو ایک کنواں ملا، اُس نے کنویں میں اُتر کر پانی پی لیا پھر جب وہ کنویں میں سے نکلا تو اچانک یہ دیکھا کہ ایک کتّا (Dog) زبان نکالے ہوئے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے تو اس آدمی نے دل میں یہ سوچا کہ جیسی پیاس مجھ کو لگی تھی ایسی ہی پیاس اس کتّے کو بھی لگی ہے تو وہ کنویں میں اُتر کر اپنے موزے میں پانی بھر کر لایا پھر کتّے کو پلایا تو اس کا یہ عمل ربِ کریم کو پسند آگیا اور اس کی بخشش و مغفرت فرما کر جنت میں داخل فرما دیا۔ یہ سُن کر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیا ہمارے لئے چوپایوں کے ساتھ احسان کرنے میں ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! ہر جاندار کے ساتھ احسان (بھلائی) کرنے میں ثواب ہے۔

(بخاری، کتاب المظالم، ... الخ، ۲/۱۳۳، حدیث: ۲۴۶۶)

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ

پاک فاعلِ مختار ہے، وہ چاہے تو ایک بہت ہی ادنیٰ سے نیک عمل کرنے والے کو اپنے فضل و کرم سے بخش دے، اس کے دربار میں عمل کے وزن اور مقدار (Quantity) کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کی بارگاہ میں خلوصِ نیت اور اخلاصِ عمل کی قدر ہے، بہت ہی معمولی عمل اگر بندہ اِخلاص و نیک نیتی کے ساتھ کرے تو وہ ربِّ کریم اس عمل کے ثواب میں بندے کو اپنے رضوان و غُفران (یعنی رضا اور مغفرت) کی نعمتوں سے سرفراز فرما کر اس کو جنّتُ الفردوس کا مکین بنا دیتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا: یعنی خدا کی رحمت بندوں کو بخشنے کا بہانہ ڈھونڈتی ہے، خدا کی رحمت بندوں سے مغفرت کی قیمت نہیں طلب کرتی۔

(منتخب حدیثیں، ص۱۴۲)

کتاب الثواب

خواتین کا ثواب کمانے کے متعلق سوال

ایک مرتبہ حضرت سَیِّدَتُنا اَسما بنت یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بہُت سی عورتوں کی نمائندہ بن کر بارگاہِ رِسالَت میں حاضِر ہوئیں اور عَرض کی: یا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، ہم بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لائی ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی کا عہد کیا ہے مگر صُورَتِ حال یہ ہے کہ ہم پردہ نشین بنا کر گھروں میں بٹھا دی گئی ہیں اور اپنے شوہروں کی خواہشات پوری کرتی، ان کے بچوں کو گود میں لئے پھرتی، ان کے گھروں کی رکھوالی کرتی اور ان کے مالوں اور سامانوں کی حِفَاظَت کرتی ہیں، ادھر مرد حضرات جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجرِ عظیم حاصِل کرتے ہیں، تو کیا ان کے ثواب میں سے کچھ حِصّہ ہم عورتوں کو بھی ملے گا یا نہیں؟ یہ سن کر حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا: دیکھو اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اَچھّا سوال کیا ہے! پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشَاد فرمایا: اے اَسما! تم سن لو اور جا کر دیگر عورتوں سے بھی کہہ دو کہ عورتیں اگر اپنے شوہروں کی خِدمَت گزاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ اپنے شوہروں کی خوشنودی طَلَب کرتی رہیں اور انکی فرمانبرداری کرتی رہیں تو مَردوں کے اَعمال کے برابر ہی عورتوں کو بھی ثواب ملے گا۔ یہ سنکر حضرت اَسما

بنت یزید رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنۡہا (مارے خوشی کے) نعرۂ تکبیر لگاتی ہوئی باہَر نکلیں۔ [استیعاب، کتاب النساء و کناھن، باب الالف، ۳۲۴۵اسماء بنت یزید، ۲/ ۴۸۶]

خواتین کا بیوٹی پارلر (Beauty parlour) کے متعلق سوال

ایک مرتبہ حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ رِعلہ قُشَیرِیَّہ رضی اللہ عنہا نے تاجدارِ رِسالَت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدمت میں یوں عرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ پر سلام اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتیں و بَرَکتیں ہوں، ہم گھروں میں رہنے والی پردہ نشین عورتیں ہیں جو جِہاد نہیں کرتیں۔ لہٰذا ہمیں ایسا عمل بتایئے جس سے قُربِ الٰہی نصیب ہو۔ اِرشاد فرمایا: دن رات اللہ کا ذِکر کرو، نظریں جھکا کر رکھو اور آوازیں پست کرو۔ دوبارہ عرض گزار ہوئیں: میں ایک ایسی عورت ہوں جو دوسری عورتوں کے بناؤ سنگھار کا کام کرتی ہوں اور انہیں ان کے شوہروں کے لیے زیب و زینت دیتی ہوں۔ کیا یہ گناہ کا کام ہے تاکہ اس سے باز آجاؤں؟ اِرشاد فرمایا: اے اُمِّ رِعلہ! جب ان کی خوبصورتی ماند پڑ جائے تو انہیں زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کر دیا کرو۔ (اصابۃ، کتاب النساء، حرف الراء، ۰)

بیوٹی پارلر یا سالون (Salon) کی کمائی کا شرعی حکم

موجودہ دور میں بیوٹی پارلر (Beauty parlour) میں بہت سے خلافِ شرع امور کیے جاتے ہیں، جیسے خوبصورتی لانے کے لیے آئی برو (eyebrows) بنانا جس میں بھنوؤں کے بالوں کو اکھیڑا جاتا ہے اور عورتوں کے بھنوؤں کے بالوں کو اکھیڑنے یا اکھڑوانے کو

حدیث شریف میں باعثِ لعنت قرار دیا گیا ہے، مردوں کی طرح عورتوں کے بال چھوٹے چھوٹے کاٹے جاتے ہیں جس سے عورت مرد کے مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت والا یہ کام بھی باعثِ لعنت ہے، عورت کا مرد کی تزیین یا مرد کا عورت کی تزیین کرنا وغیرہ، البتہ ان میں بعض کام جائز بھی ہوتے ہیں مثلاً چہرے کے زائد بالوں کی صفائی، مختلف کریمز (creams) اور آئی شیڈز (eyeshadows) وغیرہ کے ذریعہ میک اپ (makeup) کر کے چہرے کو خوبصورت بنانا، سیاہ مائل رنگت کو نکھارنا، ہاتھوں پاؤں میں مہندی لگانا، بالوں کو سنوارنا وغیرہا بھنوؤں کے بال بہت بدصورت ہوں تو ان کی فقط بدنمائی کو دور کرنا وغیرہ جائز میک اپ۔ تو اگر بیوٹی پارلر (Beauty parlour) میں صرف جائز کام کیے جائیں خلاف شرع امور سے بالکل اجتناب کیا جائے تو بیوٹی پارلر کا کام کرنا، جائز ہے اور اس کی آمدنی بھی جائز و مباح جبکہ اجارے کی دیگر شرائط یعنی کام کا وقت یا کام معین ہو۔ اور اگر خلاف شرع امور کا بھی ارتکاب کرنا پڑتا ہو تو پھر یہ کام جائز نہیں اور ان ناجائز کاموں کی آمدنی بھی ناجائز ہو گی۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"ولو استأجر مشاطة لتزين العروس مباح قالوا لا يطيب لها الاجر الا ان يكون على وجه الهدية من غيرِ شرط ، وقيل ينبغى أن تجوز الاجارة اذا

كانت مؤقتة أو كان العمل معلوماً ولم ينقش التماثيل على وجه العروس ويطيب لها الاجر لان تزيين العروسِ مباح''

ترجمہ:۔ اور اگر کسی نے دلہن سجانے والی کو اجارہ پر لیا تو یہ جائز ہے، بعض فقہاء نے فرمایا کہ اس کی اجرت جائز نہیں مگر یہ کہ کام کے بعد اس کو بطورِ تحفہ کچھ دے دیا جائے جبکہ کسی قسم کی کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو، اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ اس کا وقت اگر معلوم ہے یا کام معلوم ہے تو اس کا اجارہ جائز اور اجرت پاک ہے کیونکہ دلہن کو سجانا مباح امر ہے لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ دلہن کے چہرے پر کسی قسم کے نقش ونگار یا تصویریں نہ بنائے۔''

(فتاویٰ عالمگیری جلد 4 صفحہ 526 مطبوعہ پشاور)

دنیا کی عورت افضل یا جنتی حور؟ کے متعلق سوال

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے مروی ایک طویل حدیث مبارکہ میں ہے:

''قلت: يا رسول الله، أنساء الدنيا أفضل أم الحور العين؟ قال: "نساء الدنيا أفضل من الحور العين كفضل الظهارة على البطانة" قلت: يا رسول الله، و بم ذاك؟ قال: "بصلاتهن، و صيامهن لله عز وجل ألبس الله عز و

جل وجوههن النور، و أجسادهن الحرير، بيض الألوان، خضر الثياب، صفر الحلي، مجامر هن الدر، و أمشاطهن الذهب"

ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا بڑی آنکھوں والی جنتی حوریں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا کی عورتیں بڑی آنکھوں والی جنتی حوروں سے افضل ہیں، جیسے ظاہر باطن سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کس وجہ سے؟، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ان کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے نماز اور روزوں کی وجہ سے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے چہروں کو نور عطا کرے گا اور ان کے جسموں پر ریشم کے لباس پہنائے گا، ان کا رنگ سفید، کپڑے سبز اور زیور زرد رنگ کا ہو گا، ان کی دھونی دان (انگیٹھیاں) موتیوں کی اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔

(مجمع الزوائد، رقم الحديث 18755، ج 10، ص 417، 418، مطبوعه قاهرة)

کتاب الحجاب

ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس کاشانے میں تشریف فرما تھے اور آپ کے قریب ہی ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں کہ اچانک حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے، وہ چوں کہ نابینا تھے اس لیے یہ سمجھ کر کہ ان سے کیا پردہ کرنا ہے۔ دونوں وہیں بیٹھی رہیں اور پردہ نہ کیا۔ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: ”ان سے پردہ کرو۔“ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو نہیں دیکھ سکتے! پھر پردہ کی کیا ضرورت؟“ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: ”کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟“

(جامع الترمذی، رقم الحدیث 2778 شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر)

مُفَسِّر شہیر، مُحَدِّث کَبِیر حکیم الاُمَّت مُفتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مرد کو حرام ہے کہ اجنبی عورت کو دیکھے، عورت کے لیے اجنبی عورت کو دیکھنا حرام نہیں، اور حضرت عبد اللہ تو نابینا ہیں ہم کو دیکھتے نہیں پھر ہم پردہ کیوں کریں۔

اور جواب عالی کا مقصد یہ ہے کہ عورت و مرد پر دو طرفہ پردہ واجب ہے کہ نہ تو مرد اجنبی عورت کو دیکھے نہ اجنبی عورت مرد کو۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء کا فرمان ہے کہ عورت بھی اجنبی مرد کو نہیں دیکھ سکتی، بعض نے فرمایا کہ دیکھ سکتی ہے ان کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ کی وہ روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں حبشیوں کا کھیل دکھایا، اس طرح کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود پردہ ہو کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے کہ کوئی مرد تو آپ کو نہ دیکھ سکا، مگر آپ حبشیوں اور ان کے کھیل کو دیکھتی رہیں، یہ کھیل دکھانے کا واقعہ ۷ھ میں ہوا جب کہ جناب عائشہ کی عمر شریف سولہ سال تھی اور پردہ کا حکم آچکا تھا، نیز نماز جماعت میں عورتوں کو حاضری کا حکم تھا مردوں سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھتی تھیں مردوں سے پیچھے رہتی تھیں کہ مرد توان کو نہ دیکھ سکتے تھے مگر بیویاں یقیناً اپنے سے آگے کے مردوں کو دیکھ سکتی تھیں لہذا حق یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان احتیاط کے لیے یہ تمام تحقیق ان پاک بازکے متعلق ہے جہاں بے حیائی کا خیال بھی نہ پیدا ہو، لیکن اگر اس کا خدشہ ہو تو عورت کا مردوں کو دیکھنا بھی سخت حرام ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:5 , حدیث نمبر:3116)

سیکھنے کی باتیں

۱)-اس سے واضح ہوتا ہے کہ پردہ صرف اس لیے نہیں کہ سامنے والا مرد عورت کو نہ دیکھے، بلکہ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ عورت خود بھی غیر محرم مرد کو نہ دیکھے۔ یعنی پردہ دونوں طرف سے ہے، صرف مرد کی نظر کا مسئلہ نہیں بلکہ عورت کی نظر اور دل کی پاکیزگی (purity of heart) بھی مقصود ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ (سورۃ النور:۳۱)

۲)- یہ حدیث بتاتی ہے کہ اسلام میں حیا (modesty) اور نظر کی حفاظت (lowering the gaze) دونوں کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، چاہے سامنے والا دیکھ سکتا ہو یا نہ دیکھ سکتا ہو۔

۳)- پردہ صرف عورت کو چھپانے کا نام نہیں بلکہ مرد و عورت دونوں کے لیے نظر کی حفاظت (protection of gaze) ضروری ہے۔
اسلام ظاہری عمل کے ساتھ ساتھ دل (heart) کی حالت کو بھی دیکھتا ہے۔ اگر سامنے والا نہ بھی دیکھ سکتا ہو، پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔

۴)- نابینا شخص بھی غیر محرم ہی رہتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ بھی پردے کے احکامات (rules of hijab) برقرار رہتے ہیں۔

۵)- یہ حکم عورت کو محدود کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس کی عزت (honor) اور وقار (dignity) کی حفاظت کے لیے ہے۔

٦)- نظر (sight / gaze) دل پر اثر ڈالتی ہے، چاہے ایک طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے عورت کو بھی اپنی نظر کی حفاظت کا حکم دیا گیا

عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا شرعی حکم

یہاں ایک مسئلہ یاد رہے کہ عورت کا اجنبی مرد کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت پیدا نہیں ہو گی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔

خاتونِ جنت اور پردہ

خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا کو یہ تشویش تھی کہ عمر بھر تو غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے اب کہیں وفات کے بعد میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے! ایک موقع پر حضرت اسماء بنتِ عمیس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا نے عرض کی: میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر اور ایک ڈولی کی سی صورت

بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑا اور اس پر کپڑا تان کر خاتونِ جنّت رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا کو دکھایا۔ اسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ بس آپ کی یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔

(جذب القلوب، باب دوازدہم در ذکر مقبرۂ شریفۂ بقیع۔۔۔ الخ، ص۱۵۹)

بیٹا کھویا ہے حیا نہیں

حضرت اُمِّ خلاد رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے چہرے پر نقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر ہوئیں، اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی آپ نے منہ پر نقاب ڈال رکھا ہے! آپ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا نے جواب دیا: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے لیکن حیا ہرگز نہیں کھوئی۔

(ابو داؤد، کتاب الجھاد، باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم، ۹/۳، الحدیث: ۲۴۸۸)

رضاعی انکل (uncle) سے پردے کا شرعی حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ پردے کی آیات نازل ہونے کے بعد (میرے رضاعی چچا) افلح نے مجھ

سے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دے سکتی جب تک نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اجازت نہ لے لوں کیونکہ ابوالقعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ جب رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا نے ان سے صورتِ حال عرض کی تو ارشاد فرمایا "اے عائشہ! رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا، افلح کو اجازت دے دو کیونکہ وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں۔"

(بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب، باب قولہ: ان تبدوا شیءاً او تخفوہ۔۔۔ الخ، ۳/۳۰۶، الحدیث: ۴۷۹۶)

مذکورہ بالا حدیثِ پاک اور واقعات میں ان عورتوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے حکم پر عمل کرنے کی بجائے دنیا کے ناجائز فیشن (Fashion) اور رسم و رواج کو اپنانے میں بڑی کوشش کرتی ہیں اور پردے سے جان چھڑانے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم اور شرعی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

پردے کی اہمیت ایگزیمپل (example) سے

یہاں پردے کی ضرورت اور اہمیت کو آسانی کے ساتھ سمجھنے کے لئے ایک مثال ملاحظہ ہو، چنانچہ وہ مثال یہ ہے کہ اگر

ایک پلیٹ میں مٹھائی رکھ دی جائے اور اسے کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے تو وہ مکھیوں کے بیٹھنے سے محفوظ ہو جاتی ہے اور اگر اسے ڈھانپا نہ جائے، پھر اس پر مکھیاں بیٹھ جائیں تو یہ شکایت کرنا کہ اس پر مکھیاں کیوں بیٹھ گئیں بہت بڑی بے وقوفی ہے کیونکہ مٹھائی ایسی چیز ہے جسے مکھیوں کے تَصَرُّف سے بچانے کے لئے اسے ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے ورنہ انہیں مٹھائی پر بیٹھنے سے روکنا بڑا مشکل ہے، اسی طرح اگر عورت جو کہ چھپانے کی چیز ہے، اسے پردے میں رکھا جائے تو بہت سے معاشرتی مسائل سے بچ سکتی ہے اور عزت و ناموس کے لٹیروں سے اپنی حفاظت کر سکتی ہے اور جب اسے پردے کے بغیر رکھا جائے تو اس کے بعد یہ شکایت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے کہ لوگ عورت کو تانک جھانک کرتے ہیں، اسے چھیڑتے ہیں اور اس کے ساتھ دست درازی کرتے ہیں کیونکہ جب اسے بے پردہ کر دیا تو غیر مردوں کی فتنہ باز نظریں اس کی طرف ضرور اُٹھیں گی، ان کے لئے عورت کے جسم سے لطف اندوز ہونا اور اس میں تَصَرُّف کرنا آسان ہو گا اور شریر لوگوں سے اپنے جسم کو بچانا عورت کے لئے انتہائی مشکل ہو گا کیونکہ فطری طور پر مردوں میں عورتوں کے لئے رغبت رکھی گئی ہے اور جب وہ بے پردہ عورت کا جسم دیکھتا ہے تو وہ اپنی شہوت و رغبت کو پورا کرنے کے لئے اس کی طرف لپکتا ہے۔

پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے

موجودہ دور میں میڈیا کے ذریعے اور دیگر ذرائع سے لوگوں کا یہ ذہن بنانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے کہ عورت بھی ایک انسان ہے اور آزادی اس کا بھی حق ہے اور اسے پردہ کروانا اس کی آزادی اور روشن خیالی کے برخلاف ہے اور یہ ایک طرح کی جبری قید ہے حالانکہ پردہ تو عورت کی آزادی کا ضامن ہے، پردہ اس کی عزت و ناموس کا محافظ ہے، اسی میں عورت کی عزت اور اس کا وقار ہے۔ آج ہر عقلمند انسان انصاف کی نظر سے یہ دیکھ سکتا ہے کہ جن ممالک میں عورت کے پردے کو اس کے انسانی حق اور آزادی کے خلاف قرار دے کر اس کی بے پردگی کو رواج دیا گیا، ایسے ذرائع اور حالات پیدا کئے گئے جن سے عورتوں اور مردوں کا باہم اِختلاط رہے اور ان کا ایک دوسرے کے ساتھ میل جول ہوتا رہے اور قانونی طور پر عورت کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جب اور جس مرد کے ساتھ چاہے اپنا وقت گزارے اور اپنی فطری خواہشات کو پورا کرے تو وہاں کا حال کیا عبرت ناک ہے کہ ان کا معاشرہ بگڑ گیا اور خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ گیا، شادیوں کی ناکامی، طلاقوں کی تعداد اور حرامی بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہو گیا اور یہ سب تباہی عورت کو بے پردہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔

کتاب تعبیر الرؤیا

خواتین کا خواب کی تعبیر کے متعلق سوال

مدینہ مُنَوَّرہ کے ایک تاجِر کی بیوی نے بارگاہِ رِسالَت میں حاضِر ہو کر یوں عَرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرا شوہر مجھے اُمّید سے چھوڑ کر تِجارَت کے لیے گیا ہوا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے گھر کا ستون گر گیا ہے اور میں نے ایسا بچہ جنا ہے جس کی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی بہُت نُمایاں ہے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: فکر نہ کر! اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرا خاوند صحیح سالِم واپَس آئے گا اور تو لڑکا جنے گی۔ (کنز العمال، رقم الحدیث ۴۲۰۱۴، مطبوعۃ موسسۃ الرسالۃ)

خواب ایک حقیقت ھے

خواب کا اِنکار تو شاید جانور بھی نہیں کرے گا۔ خواب تو سبھی دیکھتے ہیں۔ اچھے خواب بھی دیکھے جاتے ہیں اور بُرے خواب بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ بعض خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا کوئی سَر پیر نہیں ہوتا۔ بَہَرحال خوابوں کی حقیقت ہے اور اَحادیثِ مُبارَکہ میں بھی خوابوں کا تذکِرہ ہے۔ نبی کا خواب وحی پر مشتمل ہوتا ہے اور بالکل قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔

(تفسیر طبری، پ۱۲، یوسف، تحت الآیۃ: ۴، ۷/ ۱۴۸، حدیث: ۱۸۷۹۰)

البتہ غیرِ نبی کا خواب دلیل نہیں ہوتا۔

کیا ھر شخص خواب کی تعبیر بیان کرسکتا ھے؟

رہا یہ سُوال کہ ”کیا ہر شخص خواب کی تعبیر بیان کر سکتا ہے؟“ تو ایسا نہیں ہے، مُعَبِّر یعنی خواب کی تعبیر بیان کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اُس کی قرآن وحدیث پر نظر ہو، عَرَبی زبان جانتا ہو، نیز اسے فنِّ تعبیر (یعنی خواب کی تعبیر بتانے کا فن) بھی آتا ہو۔ ہر عالِم بھی تعبیر نہیں بتا سکتا۔ جبکہ یہاں تو ہر فٹ پاتھیا تعبیر بتا رہا ہوتا ہے۔ تعویذ دھاگے کرنے والے باباجی اور پیر صاحبان بھی عام طور پر تعبیر بتارہے ہوتے ہیں۔ یادرکھئے! پیر کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ فنِّ تعبیر سے آگاہ ہو، اِس لئے پیر صاحب کو اپنا بھرم رکھنے کے لئے اُلٹی سیدھی تعبیر نہیں بتانی چاہیے، بلکہ معذِرت کرلینی چاہیے کہ ”میں علمِ تعبیر نہیں جانتا۔“ اِس سے اُن کی شان میں فرق نہیں آئے گا۔

یادرہے کہ خواب کی تعبیر بیان کرنا نہ ہر شخص کا کام ہے اور نہ ہی ہر عالِم خواب کی تعبیر بیان کر سکتا ہے، بلکہ خواب کی تعبیر بتانے والے کے لئے ضروری ہے کہ اُسے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مُبارَکہ میں بیان کی گئی خواب کی تعبیروں پر عُبور ہو، اَلفاظ کے معانی، کنایات اور مجازات پر نظر ہو، خواب دیکھنے والے کے اَحوال اور معمولات سے واقفیت ہو اور خواب کی تعبیر بیان کرنے والا متقی و پرہیزگار ہو۔

خواب کی تعبیر بیان کرنے کے آداب

خواب کی تعبیر بیان کرنے کے پانچ آداب درج ذیل ہیں۔

(1)۔جب تعبیر بیان کرنے والے کے سامنے کوئی اپنا خواب بیان کرنے لگے تو وہ دُعائیہ کلمات کے ساتھ اُس سے کہے: جو خواب آپ نے دیکھا اُس میں بھلائی ہو، آپ اپنا خواب بیان کریں۔

(2)۔اچھے طریقے سے خواب سُنے اور تعبیر بیان کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے۔

(3)۔خواب سُن کر اُس میں غور کرے، اگر خواب اچھا ہو تو خواب بیان کرنے والے کو خوشخبری دے کر اُس کی تعبیر بیان کرے اور اگر بُرا ہو تو اُس کے مختلف اِحتمالات میں جو سب سے اچھا اِحتمال ہو وہ بیان کرے اور اگر خواب کا اچھا یا بُرا ہونا دونوں برابر ہوں تو اُصول کی روشنی میں جسے ترجیح ہو وہ بیان کرے اور اگر ترجیح دینا ممکن نہ ہو تو خواب بیان کرنے والے کا نام پوچھ کر اُس کے مُطابِق تعبیر بیان کر دے اور خواب بیان کرنے والے کو تعبیر سمجھا دے۔

(4)۔سورج طلوع ہوتے وقت، زوال کے وقت اور غروبِ آفتاب کے وقت تعبیر بیان نہ کرے۔

(5)۔ تعبیر بیان کرنے والے کو بتائے گئے خواب اُس کے پاس اَمانت ہیں اِس لئے وہ اُن خوابوں کو کسی اور پر بِلا ضرورت ظاہِر نہ کرے۔

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تعبیر بیان فرماتے

حضرتِ سَیِّدُنا سَمُرہ بن جُندُب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب نماز پڑھتے تو اپنا چہرۂ انور ہماری طرف کرکے فرماتے: کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو بیان کرتا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو اباً وہ فرماتے جو اللّٰہ پاک چاہتا۔

(بخاری کتاب الجنائز ، ۱/ ۴٦٧، حدیث : ١٣٨٦)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ لوگوں سے خواب پوچھنا، اُس کی تعبیر دینا سُنّتِ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے، بشرطیکہ تعبیرِ خواب کا علم ہو۔

(مرأۃ المناجیح ، ٦/ ٢٩٧)

کتاب الرقیة

خواتین کا دم کرنے و کروانے کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا شفا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا زمانۂ جاہِلیَّت میں نملہ (نملہ باریک دانے ہوتے ہیں جو بیمار کی پسلیوں پر نمودار ہوتے ہیں جس سے مریض کو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے اسے تمام جسم پر چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوتی ہیں اس لیے اسے نملہ کہتے ہیں) کا دم کیا کرتی تھیں۔ چُنانچِہ جب انہوں نے بارگاہِ رِسالت میں اس دم کی اِجازَت حاصِل کرنے کے لیے عرض کی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اسے خود بھی کیا کرو اور (حضرت سَیِّدَتُنا) حفصہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) کو بھی سکھادو۔

(اسد الغابہ، ۷۰۴۵الشفا بنت عبد اللہ، ۷ / ۱۶۲امفہومًا)

خواتین کا نظر کا دم کرنے کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا اسما بنت عُمَیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے عَرض کی: یا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جعفر کی اولاد کو نظر بہُت جلدی لگ جاتی ہے۔ تو کیا میں ان کو دم کر دوں؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ اگر تقدیر پر کوئی چیز سَبقت کرنے والی ہوتی تو وہ نَظر ہوتی۔ (ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرقیة من العین، ص۴۹۷، حدیث:۲۰۵۹)

دم یا تعویذ کا شرعی حکم

شریعتِ مطہرہ میں ایسے دم یا تعویذ وغیرہ کی اجازت ہے جو قرآنی آیات واحادیث مبارکہ پر مشتمل ہوں یا ایسے کلمات پر مشتمل ہوں کہ جن میں کوئی شرک وغیرہ خلافِ شرع بات نہ ہو، البتہ اگر دم کسی بھی خلافِ شرع بات پر مشتمل ہو یا کم از کم ایسے الفاظ پر مشتمل ہو کہ جس کا معنیٰ ہی معلوم نہ ہو، تو ایسے دم یا تعویذات وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ جائز کلام کے ساتھ تعویذ اور دم وغیرہ کرنا، جائز ہے اور یہ علاج کے دیگر طریقوں کی طرح ایک طریقِ علاج ہے نیز اس کا جواز قرآن وحدیث اور اقوالِ علماء سے ثابت ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ (پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 82)

احادیث مقدسہ سے دم درود اور تعویذات کے متعلق درج ذیل رہنمائی ملتی ہے

ہر بیماری کا علاج ہے

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما أنزل الله داء إلَّا أنزل له شفاء

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کے لیے شفاء نہ اتاری ہو۔"

(بخاري، كتاب الطب، رقم: 5354)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ داءٍ دواءٌ، فاذا أُصِيبَ دواءُ برَأ باذن الله عز وجل

ترجمہ: "ہر بیماری کیلیے دواء ہے جب دواء بیماری کو پہنچتی ہے، بیماری اللہ عزوجل کے حکم سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔"

(مسلم، رقم: 2204، داراحياء التراث العربي، بيروت)

دم کرنے کی نبوی پرمیشن (Permission)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رخَّصَ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه وآله وسلم فِي الرُّقْيَةَ مِنَ العين وَالحُمَةِ والنَّمْلة

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں کیلیے جھاڑ پھونک کی اجازت دی: (1) نظر بد (2) بچھو وغیرہ کے کاٹے پر (3) پھوڑے پھنسی کیلیے۔"

(مسلم، رقم: 2196)

حضرت اسود بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سانپ یا بچھو وغیرہ کے کاٹے پر دم کرنے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا:

رخّص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرُّقْیَۃَ من کل ذی حُمَۃ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بچھو، سانپ وغیرہ کے ڈسے پر دم کرنے کی اجازت دی۔

(بخاری، رقم: 5409)

نظربد(evileye)کادم

امّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے گھر ایک لڑکی دیکھی جس کا چہرہ زرد تھا۔ فرمایا:

اِسۡتَرۡقُوۡا لھا فانّ بھا النظرۃ

ترجمہ: ”اسے جھاڑ پھونک کرو، اسے نظر لگ گئی ہے۔“

(بخاری، رقم: 5407، مسلم، رقم: 2197)

دم درود کا نبوی اپروول(Approval)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نھٰی رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنِ الرُّقی، فجاء آل عمرو بن حزم اِلی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا یارسول اللہ اِنّہ کانت عندنا رقیۃً نرقی بھا من العقرب وانک نھیت عن الرقی قال فَعَرضُوۡھَا علیہ فقال ما أری بأسا من استطاع منکم أنۡ ینفعَ أُخاہ

فَلْيَنْفَعْهُ. ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا، عمرو بن حزم کے خاندان والوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یارسول اللہ! ہمارے پاس ایک وظیفہ تھا، جس سے ہم بچھو کے کاٹے کو جھاڑتے تھے اور آپ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمادیا ہے، ان لوگوں نے وہ ورد وظیفہ سرکار کے سامنے پیش کیا، فرمایا مجھے تو اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی، تم میں جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے اسے ضرور نفع پہنچائے۔"

(مسلم، رقم: 2199، احمد بن حنبل، رقم: 14422)

اسی طرح عوف بن مالک الاشجعی سے روایت ہے: ہم لوگ دور جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُم، لَا بَأْسَ بِالرُّقَىٰ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ

ترجمہ: "اپنا جھاڑ پھونک مجھ پر پیش کرو (پھر فرمایا) جب تک شرک نہ ہو جھاڑ پھونک میں حرج نہیں۔"

(مسلم، رقم: 2200)

دم سیکھنے سکھانے کی نبوی تعلیم

سیدہ شفاء بنت عبداللہ سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

الا تُعَلِّمِيْنَ هٰذه رقية النملة كما عَلَّمْتِيها الكتابة

ترجمہ: (اے شفاء!) تم اس (حفصہ) کو پھوڑے پھنسی کا دم کیوں نہیں سکھاتیں؟ جیسے تم نے اسے لکھنا سکھایا۔

(أبوداؤد، رقم: 3887، دار الفكر)

نظر والے کو پانی سے شفا کا ثبوت

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے مروی ہے کہ:

أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ فِضَّةٍ، فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا

"میرے گھر والوں نے ایک پیالے میں پانی ڈال کر مجھے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت بھیجا اسرائیل نامی راوی نے تین انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ اتنا چھوٹا تھا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال مبارک موجود تھا۔ جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو وہ اپنا برتن سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی

خدمت میں بھیج دیتا اور وہ اس بال مبارک کو اس پانی میں ڈبو دیتی تھیں، میں نے پیالے میں جھانک کر دیکھا تو مجھے اس میں کچھ سرخ بال نظر آئے۔“

(بخاری، رقم: 5557)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود دم کرتے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أنّ النّبیّ صلی اللہ علیه وآله وسلم کانَ ینفث علیٰ نفسه فی المرض الّذی مات فیه بالْمُعَوِذاتِ. فلمّا ثقل کُنْتُ أنفث علیه بهنّ واَمْسَحُ بید نفسه لبرکتها فسألت الزّهری کیف ینفث؟ قال کانَ یَنْفِثُ علیٰ یدیه ثم یَمْسَحُ بهما وجهه

ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مرض موت میں معوّذات (سورہ خلق، سورہ الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے تھے۔ جب کمزور ہو گئے تو وہی کلمات پڑھ کر میں دم کرتی تھی اور میں حصول برکت کیلیے آپ سرکار کے ہاتھ مبارک چُھوتی۔ معمر کہتے ہیں میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا حضور اپنے اوپر کیسے دم کرتے تھے؟ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں پر دم کر کے چہرہ اقدس پر مل لیتے تھے۔

(بخاری، رقم: 5403)

بائی داوئے (By the way) امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں: الرُّقیٰ بفاتحة الکتاب "فاتحہ سے دم کرنا" کے عنوان سے باقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے:

دم پر اجرت لینے کا ثبوت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام کا قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ پر گزر ہوا۔ انہوں نے ان صحابہ کرام کی مہمان نوازی نہ کی۔ اسی اثناء میں ان لوگوں کے سردار کو سانپ یا بچھّو کا ڈنگ لگا۔ بستی والوں نے کہا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم کرنے والا ہے؟
صحابہ کرام نے جواب دیا: تم نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی (کھانا نہیں کھلایا) ہم (بھی) دم نہیں کریں گے جب تک بکریوں کا پورا ریوڑ ہمیں نہ دو اب ان لوگوں نے بکریوں کا ریوڑ ان حضرات کو دیا حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم، جھاڑ شروع کر دیا۔ لعاب دہن جمع کر کے زخم پر لگاتے جاتے۔ وہ شخص ٹھیک ہو گیا۔ بکریوں کا ریوڑ ان کے سپرد کرنے لگے تو صحابہ کرام کہا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے بغیر نہیں لیں گے۔ پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ ہنس پڑے اور فرمایا:

مأ ادرک أنها رُقیَۃٌ، خذوها واضربوا لی بِسَھُمٍ
تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ دم ہے؟لو!اور میرا حصہ مجھے دو!

(بخاری، رقم: 5404)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ: فکرھوا ذلک وقالوا أخذت علیٰ کتاب اللہ أجرا حتی قدموا المدینة فقالوا یا رسول اللہ أخذ علی کتاب اللہ أجرا. فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم انّ أحقّ ما أخذتم علیه أجرا کتاب اللہ

ترجمہ ”ساتھیوں نے اسے ناپسند کیا اور کہا آپ نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے؟ یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچے اور کہا یا رسول اللہ اس (ابو سعید خدری) نے اللہ کتاب پر اجرت لی ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
بیشک جس چیز پر تم اجرت لینے کے زیادہ حقدار ہو، وہ اللہ کی کتاب ہے۔“

(بخاری، رقم: 5405)،(حمیدی، رقم: 1082)

یعنی لوگ جادو! شرکیات، شیطانی ٹونے ٹوٹکے اور جھاڑ پھونک کے ذریعہ پیسہ کماتے ہیں جو باطل اور شیطنت ہے۔ تم نے تو صاف ستھرا سودا کیا۔ قرآن کریم سے دم کیا اور اس پر اُجرت لی جو سیدھا راستہ ہے۔

نظربد (Evil-eye) کا دم اور حکمِ نبوی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ:

أن يسترقىٰ من العين

ترجمہ: "نظر بد سے بچنے کیلیے دم کیا جائے۔"

(بخاری، رقم: 5406)

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يأمرها أن تسترقي من العين ترجمہ: "کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کو نظر بد سے بچنے کیلیے جھاڑ پھونک کا حکم دیا کرتے تھے۔"

(بخاری، رقم: 5406، مسلم، رقم: 2195)

نبوی دم

عبد العزیز بن صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں اور ثابت بنانی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ ثابت نے کہا اے ابو حمزہ (انس کی کُنیت) میں بیمار ہوں۔ حضرت انس نے فرمایا: کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا دم نہ کروں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے یہ دم کیا:

اللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْھِبَ الْبَاسِ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقْمًا

”اے اللہ لوگوں کے پروردگار تکلیف دُور فرمانے والے شفاء عطا فرما، تُو ہی شفاء دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں، ایسی شفاء جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔“

(بخاری، رقم: 5410)،(حمیدی، رقم: 2076)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض اہل خانہ کیلیے اس طرح دم کرتے تھے۔ دائیاں ہاتھ مبارک درد کی جگہ رکھ کر یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْھِبِ الْبَاسَ، اشْفِہٖ وَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَفَآءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقْمًا

ترجمہ: ”اے اللہ! لوگوں کے پروردگار بیماری ختم فرما اور اسے شفاء عطا فرما، اور تو وہی شفاء بخشنے والا ہے۔ شفاء تو بس تیری شفاء ہے، ایسی شفاء جو بیماری کا نام ونشاں نہ چھوڑے۔“

(بخاری، رقم؛ 5411)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح دم فرماتے:

اَمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِکَ الشِّفَآءُ لَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا أَنْتَ

ترجمہ: ”تکلیف دُور فرما پروردگار عالم! تیرے ہی ہاتھ ہے شفاء اس تکلیف کو تیرے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں۔“

(ابن حبان، رقم: 6096)،(حمیدی، رقم: 3251)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض سے فرماتے تھے:

بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفِي سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا

ترجمہ: ”اللہ کے نام سے یہ ہماری زمین کی مٹی ہے اور ہمارے بعض بزرگوں کا لعاب (تھوک) یہ شفاء بخشے گا ہمارے بیمار کو، ہمارے رب کے حکم سے“

(بخاری، رقم: 5413)، (مسلم، رقم: 2194)

سونے سے پہلے نبوی انداز

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے:

نَفَثَ فِيْ كَفَّيهِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ و بِالمعوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا ثمّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَه وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِه. قَالَتْ عائشةُ: فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِه

ترجمہ: ”تو قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ (سورہ اخلاص) اور مُعوّذتَین (آخری دو سورتیں) پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ اقدس اور جسم اقدس پر جہاں تک ہاتھ مبارک پہنچتے ملتے۔ سیدہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے مجھے ویسے ہی دم کرنے کا فرماتے۔"

(بخاری، رقم: 5416)

رقیہ نبویہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یارسول اللہ! میرے بھائی کو درد ہے فرمایا کیا درد ہے؟ عرض کی حضور کچھ ہے فرمایا میرے پاس لاؤ، وہ اسے لائے اور سرکار کے سامنے رکھ دیا، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری چار آیتیں اور یہ دو آیتیں: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هو الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور آیۃ الکرسی اور سورہ اٰل عمران کی یہ آیت: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایک یہ آیت سورہ الاعراف سے: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور سورہ المؤمنون کے آخر سے: فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ اور سورہ جن کی آیت: وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا اور سورہ الاخلاص اور مُعوّذ تین پڑھ کر دم کیا تو وہ شخص ایسے اُٹھ کھڑا ہوا جیسے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔

(حاکم للمستدرک، رقم: 8269، کنز العمال، رقم: 3978، الدعوات الکبیر، رقم: 527)

مذکورہ تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ قرآن و سنت کے مطابق جائز کلمات یا جائز عمل پر مشتمل تعویذ یا دم وغیرہ بالکل جائز ہے۔

البتہ بعض ایسی بھی روایات ہیں کہ جن سے تعویذات وغیرہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، شارحین حدیث نے ان کے محامل و مطالب بیان فرمائے ہیں، یہاں ان کو ذکر کیا جا رہا ہے:

ممانعت کا پہلا مطلب

ممانعت ایسے تعویذ یا دم وغیرہ کی ہے کہ جس میں شرکیہ و کفریہ یا ممنوع کلمات ہوں، لہذا جس میں ایسی کچھ خلافِ شرع بات نہ ہو، اس کی ممانعت نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”كنا نرقی فی الجاهلية فقلنا: يا رسول الله! كيف ترى فی ذلک؟ فقال: اعرضوا علی رقاكم لا باس بالرقی ما لم يكن فيه شرک“

ترجمہ: ہم دورِ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے، تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! اس بارے

میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو ارشاد فرمایا: مجھ پر اپنے دم پیش کرو، جھاڑ پھوک میں کوئی حرج نہیں، جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔ (صحیح مسلم، ج4، ص1727، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ممانعت کا دوسرا مطلب

اس سے مراد وہ دم وغیرہ ہے کہ جس میں کفار کے منتر وغیرہ میں سے کچھ ہو یا ایسے کلمات پر مشتمل ہو کہ جس کا معنیٰ ہی معلوم نہ ہوں، کیونکہ اس صورت میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ ہو سکتا ہے اس کا معنیٰ کفریہ ہو، لہٰذا اس سے بھی ممانعت فرمائی۔

چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "المراد بها الرقى التي هي من كلام الكفار والرقى المجهولة والتى بغير العربية ومالا يعرف معناها فهذه مذمومة لاحتمال أن معناها كفر أو قريب منه أو مكروه وأما الرقى بآيات القرآن وبالأذكار المعروفة فلانهى فيه بل هو سنة"

ترجمہ: اس سے مراد وہ دم وغیرہ ہے کہ جو کفار کے منتر پر مشتمل ہو اور مجہول کلمات پر مشتمل ہو اور غیر عربی میں ہو اور ایسا ہو کہ جس کا معنیٰ معلوم نہ ہو کہ ایسا دم مذموم ہے، کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ اس کا معنیٰ کفریہ ہو یا کفر کے قریب ہو۔ بہرحال وہ دم کہ جو آیاتِ قرآنی اور معروف اذکار پر مشتمل ہو، تو اس میں ممانعت نہیں ہے، بلکہ وہ سنت ہے۔

(شرح النووی علی المسلم، ج14، ص168، دار احیاء التراث العربی)

ممانعت کا تیسرا مطلب

ممانعت ان لوگوں کے متعلق ہے کہ جو اس تعویذ وغیرہ کو مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں، حالانکہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، تعویذ وغیرہ ذرائع و اسباب کی قبیل سے ہوتے ہیں یا ممانعت ایسی چیزوں سے متعلق ہے کہ جن اشیاء کے متعلق کفار کے ذہن میں تاثیر کا عقیدہ راسخ ہو چکا تھا۔

شرح صحیح مسلم للنووی میں ہے:

”أن النهي لقوم كانوا يعتقدون منفعتها وتأثيرها بطبعها كما كانت الجاهلية تزعمه في أشياء كثيرة“

ترجمہ: ممانعت ان لوگوں کے بارے میں کہ جو لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اشیاء میں تاثیر و منفعت ان کی طبیعت (ذات) کی وجہ سے ہے جیسا کہ دورِ جاہلیت میں کثیر اشیاء کے متعلق لوگوں کا اعتقاد تھا۔(شرح النووی علی المسلم، ج14، ص168، دار احیاء التراث العربی)

مرقاۃ المفاتیح، فیض القدیر، فتح الباری وغیرہ میں ہے: واللفظ للاول: ”(التمائم) جمع تميمة، والمراد بها التعاويذ التى تحتوى على رقى الجاهلية من اسماء الشياطين والفاظ لا يعرف معناها. قيل: التمائم خرزات كانت العرب فى الجاهلية تعلقها على اولادهم

يتقون بها العين فى زعمهم . فابطله الاسلام . لانه ينفع ولا يدفع الا الله تعالى

ترجمہ: تمائم تمیمہ کی جمع ہے، اس سے مراد وہ تعویذ ہیں جو زمانہ جاہلیت کے ایسے دموں پر مشتمل ہیں، جن میں شیاطین کے نام اور ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن کے معنی معلوم نہ ہوں اور کہا گیا کہ تمائم سے مراد وہ گھونگے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اپنی اولاد کے گلوں میں ڈالتے، ان کا گمان یہ ہوتا تھا کہ یہ (ذاتی طور پر) بچوں کو نظر بد سے بچاتے ہیں، تو اسلام نے اس کو باطل قرار دیا، کیونکہ اللہ تعالی کی مرضی کے بغیر کوئی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی اور نہ مصیبت دور کر سکتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 8، ص 255، مطبوعہ کوئٹہ)

ممانعت کا چوتھا مطلب

ممانعت والی روایات سے مراد شیطانی منتر یا جادو ہے یا ایسا عمل ہے کہ جسے کسی ناجائز کام کے لیے کیا جائے جیسے میاں بیوی میں جدائی کروانے کے لیے وغیرہ۔ چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”قال القاضي وجاء في حديث في غير مسلم سئل عن النشرة فأضافها إلى الشيطان قال والنشرة عروفة مشهورة عند أهل التعزيم وسميت بذلك لأنها تنشر عن صاحبها أي تخلي عنه وقال الحسن هي من

السحر قال القاضي وهذا محمول على أنها أشياء خارجة عن كتاب الله تعالى وأذكاره وعن المداواة المعروفة التي هي من جنس المباح

ترجمہ: قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ صحیح مسلم کے علاوہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نشرہ (منتر یا جادو) کے متعلق پوچھا گیا، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی نسبت شیطان کی طرف فرمائی۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نشرہ اہل تعزیم کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور اس کو نشرہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عورت کو مرد سے جدا کرتا ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ممانعت اس پر محمول ہے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور معروف مباح کاموں سے خارج ہیں۔ (شرح النووی علی المسلم ،ج14،ص168 تا 169،دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ممانعت کا پانچواں مطلب

پہلے اس کی ممانعت تھی، لیکن بعد میں جائز کلمات پر مشتمل تعویذات وغیرہ کی اجازت دے دی گئی یعنی ممانعت والی روایات منسوخ ہیں اور اجازت والی ناسخ ہیں۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرقى، فجاء آل عمرو بن حزم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم

فقالوا: يا رسول الله إنه كانت عندنا رقية نرقي بها من العقرب، وإنك نهيت عن الرقى، قال: فعرضوها عليه، فقال: «ما أرى بأسا من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفعه

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دم سے منع فرمایا، پھر آل عمرو بن حزم رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے پاس ایسا دم ہے کہ جس کے ساتھ ہم بچھو سے (بچھو کے ڈسے ہوئے کو) دم کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے وہ دم نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے پیش کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس میں کچھ حرج نہیں دیکھتا، پس جو کسی مسلمان بھائی کو نفع دینے کی استطاعت رکھے، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔

(صحیح مسلم، ج4، ص1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شرح صحیح مسلم ممانعت کی مختلف توجیہات کے ضمن میں ایک توجیہ یہ بیان فرمائی گئی ہے: ”كان نهى أولاثم نسخ ذلك وأذن فيها وفعلها واستقر الشرع على الإذن“

ترجمہ: اولاً ممانعت تھی، پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور اس کی اجازت دے دی گئی اور شریعت مطہرہ نے اجازت کو باقی رکھا۔

(شرح النووی علی المسلم، ج14، ص168، دار احیاء التراث العربی)

کتاب البکاء

خواتین کا میت پر رونے کے متعلق سوال

حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدمَتِ اَقدَس میں عَرض کی: کوئی ایسا عَمَل بتائیے! جس میں آپ کی نافرمانی نہ ہو۔ اِرشَاد فرمایا: نوحہ مت کرو۔ اس پر میں نے عَرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! فلاں قبیلے والوں نے میرے چچا کی وفات پر نوحہ کرنے میں میری مَدد کی تھی اب میرے لیے ان کا بدلا ادا کرنا ضَروری ہے (اب میں کیا کروں؟)۔ پہلے تو حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مَنْع فرمادیا، پھر میرے اِصرار پر اِجازَت عَطا فرمادی۔ لیکن اس کے بعد میں نے کبھی کسی مَیِّت پر نوحہ نہ کیا۔ (ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الممتحنۃ، ص٧٦٢، حدیث:٣٣٠٧)

نوحہ (Wailing) کا شرعی حکم

نوحہ یعنی میّت کے اَوصاف (خوبیاں) مُبالَغہ کے ساتھ (خوب بڑھا چڑھا کر) بیان کرکے آواز سے رونا جس کو بَین (بھی) کہتے ہیں بالاِجماع حَرام ہے۔ یوہیں واوَیلا، وامُصیبتاہ (یعنی ہائے مصیبت) کہہ کر چلّانا۔ گرِیبان پھاڑنا، مُنہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کُوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاھِلیَّت کے کام ہیں اور حَرام۔ آواز سے رونا مَنْع ہے اور آواز بُلَند نہ ہو تو اس کی مُمانَعت نہیں، بلکہ حُضورِ اَقدَس

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (اپنے لَخْتِ جِگَر) حضرتِ ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات پر بُکا فرمایا (یعنی آنسو بہائے)۔ چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ المفاتیح میں بیان فرمایا: ''(لایعذب بدمع العین ولا بحزن القلب) بل یثاب بھما اذا کانا علی جھۃ الرحمۃ'' یعنی آنسوؤں سے رونے اور دل کے غم پر عذاب نہیں دیا جائے گا، بلکہ ان دونوں پر ثواب ملے گا اگر رَحمت کی جہت سے ہو۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد4، صفحہ 180، تحت الحدیث 1724)

امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میت پر چلا کر رونا، جزع فزع کرنا حرام، سخت حرام ہے''

(فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ486، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صدرُ الشّریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نوحہ یعنی میّت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں بِالاجماع حرام ہے۔''

(بہار شریعت، جلد1، صفحہ854، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کتاب مابعد الموت

خواتین کا برزخی زندگی سے متعلق سوال

حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ ہانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دَرْیافْت کیا: ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے سے مُلاقات کریں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ اِرشاد فرمایا: رُوح پرندے کی صُورَت میں (جنتی) درختوں سے لٹکتی رہے گی اور جب قِیامَت قائم ہو گی تو ہر روح اپنے جِسْم میں داخِل ہو جائے گی۔ ایسی ہی ایک رِوایَت حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ قَیس اَنصاریہ رضی اللہ عنہا سے بھی مَروِی ہے۔(اسد الغابہ، حرف الجھا، ۷۶۱۹)، (اصابہ، حرف الکاف، ۱۲۲۱۴)

بَرزَخ کا معنیٰ

لُغت میں دو چیزوں کی دَرمیانی آڑ کو "بَرزَخ" کہتے ہیں۔(لسان العرب، ج1، ص268)

اِمام المتکلمین، حضرت امام ابو مَنصور محمد بن محمد مَاتُرِیدِی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بَرزَخ کی اَصل پَردہ ہے جیسا کہ قراٰنِ پاک میں ہے (وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا) ترجمہ: اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا۔

(پ19، الفرقان:53تاویلاتِ اہل السنة، ج3، ص418)

عالَم بَرزَخ کیا ھے؟

مشہور مُفَسِّر، حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قُرطُبی علیہ رحمۃ اللہ القوی نقل فرماتے ہیں: وَالْبَرْزَخُ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ وَقْتِ الْمَوْتِ إِلَى الْبَعْثِ، فَمَنْ مَّاتَ فَقَدْ دَخَلَ فِي الْبَرْزَخِ ترجمہ: موت کے وقت سے دوبارہ اُٹھائے جانے تک دُنیا و آخرت کے درمیان بَرزَخ ہے پس جو فوت ہوا وہ بَرزَخ میں داخل ہوا۔

(تفسیر قرطبی، پ18، المؤمنون، ج6، ص113)

بَرزَخ کا ثبوت

قرانِ پاک میں ہے: وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (۱۰۰) ترجمہ: اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔ (پ18، المؤمنون:100)۔

حضرتِ سیّدُنا امام مُجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحِد نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: مَا بَيْنَ الْمَوْتِ إِلَى الْبَعْثِ یعنی بَرزَخ موت اور دوبارہ زِندہ کئے جانے کی دَرمیانی مُدّت ہے۔

(تفسیرِ طبری، ج9، ص243)

بَرزَخ کے دَرجات (Levels)

"عِلِّیِّیْن" اور "سِجِّیِّیْن" بَرزَخ ہی کے مَقامات ہیں اور ہر ایک میں حسبِ

مَراتِب تَفاوُت (یعنی فرق) بے شمار۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص456)

بَرزَخ کے مُعامَلات

عالَمِ بَرزَخ میں پیش آنے والے مُعامَلات سے مُتعلق چند باتیں ذِہن نشین فرما لیجئے

(1)۔ بَرزَخ میں (اپنے اپنے اَعمال کے اِعتبار سے) کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ (بہارِ شریعت، ج1، ص98)

(2)۔ جو اِنعام یا عَذاب بدَن کو ہوتا ہے اس کی لَذّت اور تکلیف رُوح کو پہنچتی ہے۔ (المُعتقد مع المعتمد، ص330)

(3)۔ عذابِ قبر دَراصل عذابِ بَرزَخ ہی کو کہتے ہیں۔ اسے عَذابِ قبر اس لئے کہتے ہیں کہ عُموماً لوگ قبر ہی میں دفن ہوتے ہیں۔

(4)۔ عُموماً بَرزَخ میں ملنے والے اِنعام یا عذاب کو "قبر کے اِنعام یا عَذاب" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قَبر میں عَذاب یا اِنعام کے لئے تدفین ہونا ضروری نہیں بلکہ جو مُردہ دَفن نہ ہوا بلکہ جلا دیا گیا یا ڈبو دیا گیا یا جسے کوئی دَرِندہ کھا گیا اُسے بھی بَرزَخ یا قبر کے اِنعام و عَذاب سے واسطہ پڑتا ہے۔ نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ یعنی قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (ترمذی، ج4، ص208، حدیث:2468)

مشہور مُفَسّرِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں: مؤمن کی قَبر میں جَنّت کی خوشبوئیں، وہاں کی تَروتازگی آتی رہتی ہیں۔ کافر کی قبر میں دوزخ کی گرمی وہاں کی بدبُو پہنچتی رہتی ہے۔ بُزرگوں کی قَبروں کو اُردو میں رَوضہ کہتے ہیں۔ فُلاں بُزرگ کا رَوضہ۔ یہ لفظ اِسی حَدیث سے مَاخوذ ہے یعنی جنّت کا باغ۔ (مراۃ المناجیح، ج7، ص160)

قَبر میں مُومنوں کو ملنے والی رَاحت (آرام)، نافرمانوں کو ملنے والی سَزائیں، ضَغْطۂ قَبر یعنی قَبر کا مَیّت کو دَبانا اور مُنکَر نکیر کے سُوالات برزخ ہی کے معاملات ہیں۔ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہو گئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متاثر ہوگی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہَوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارِد ہوتی ہیں، مگر راحت و لذّت روح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارِد ہوتے ہیں اور کُلفت و اذیّت روح پاتی ہے، اور روح کے لیے خاص اپنی راحت واَلم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہٖ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں

اَہْل علم سے سوالات پوچھا کریں

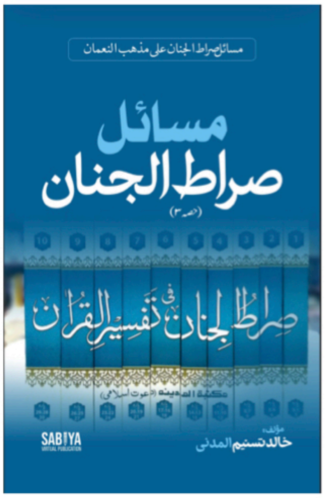
ڈئیر ریڈرز! مذکورہ بالا تمام سوالات صَحَابِیّات طَیِّبات رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے تھے اور ان تمام سوالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مختلف موضوعات پر مختلف سوالات ہیں۔ یاد رکھئے! ہم نے یہاں صِرف نمونے کے طور پر چند سوالات پیش کیے ہیں مزید بھی اکٹھے کیا جا سکتے ہیں صَحَابِیّات طَیِّبات رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے پوچھے گئے تمام سوالات کا اِحاطہ نہیں کیا گیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ بھی عِلْم حاصِل کرنا چاہتے ہیں تو اَہْلِ عِلْم سے سوالات پوچھا کریں کہ اَمِیرُ الْمُومِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مَروی ہے: عِلْم خزانہ ہے اور سُوال اس کی چابی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے سُوال کیا کرو کیونکہ اس (یعنی سوال کرنے کی صُورت) میں چار ۴ اَفراد کو ثواب دیا جاتا ہے۔ سُوال کرنے والے کو، جواب دینے والے کو، سننے والے اور ان سے مَحَبَّت کرنے والے کو۔

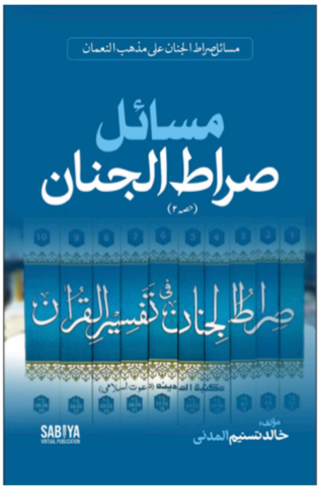
مؤلِّف کی دیگر تالیفات

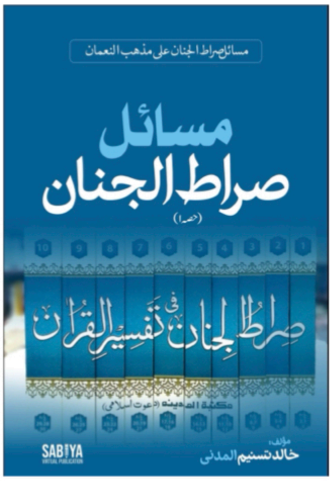


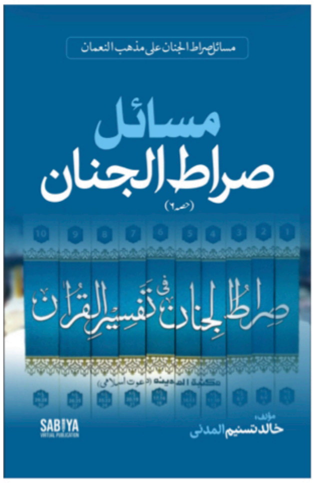


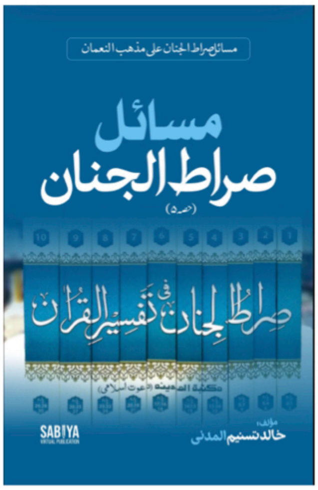


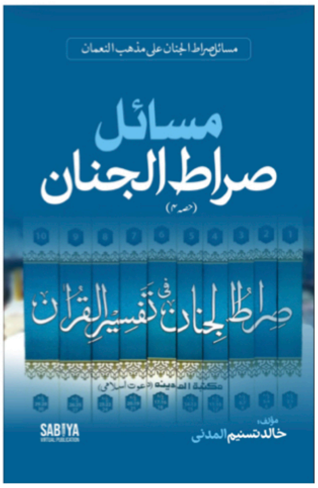


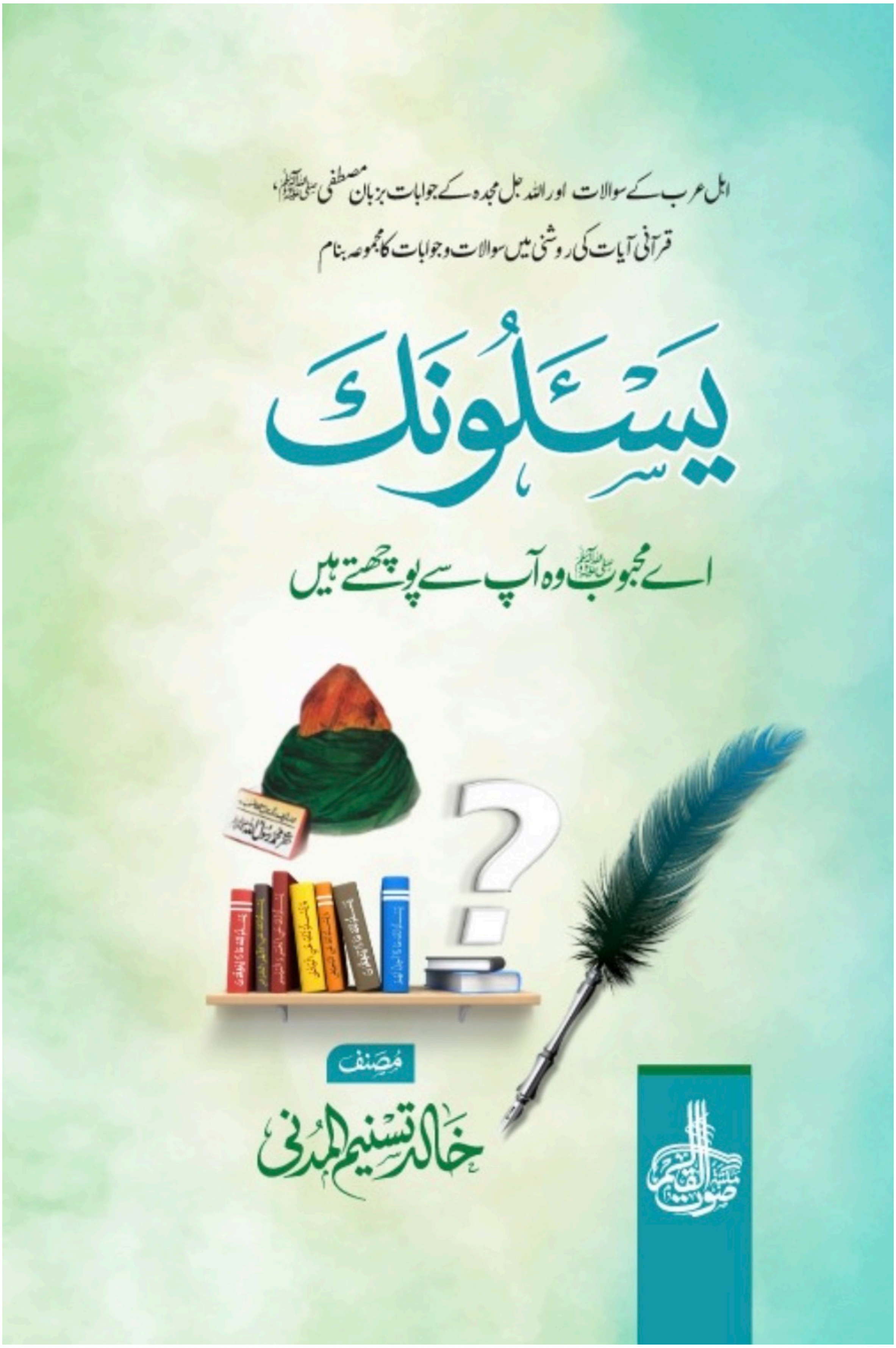











اہل عرب کے سوالات اور اللہ جل مجدہ کے جوابات بزبان مصطفی ﷺ،
قرآنی آیات کی روشنی میں سوالات وجوابات کا مجموعہ بنام
یسئلونک
اے محبوب ﷺ وہ آپ سے پوچھتے ہیں
مصنف
خالد تسنیم المدنی

مصنف کی دیگر کتب

